ستار پاکٹ بکس سیریز نمبر ۱۹

گلستان

شیخ سعدی

اُردو ترجمہ

سٹار پبلیکیشنز
۲۷۶۱ - دریا گنج - دہلی ۶

قیمت ایک روپیہ صرف

:- سول ایجنٹس :-

پنجابی پستک بھنڈار

دریبہ کلاں دہلی ۶

(الہ آباد پریس دہلی)

کاتب اعجاز نبی

کسی بادشاہ نے ایک قیدی کو پھانسی کا حکم دیا۔ قیدی نے زندگی
سے ناامید ہو کر اسے اپنی زبان میں خوب گالیاں دیں۔ کہاوت مشہور ہے ——
کہ جو آدمی اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ وہ اپنے دل کی سب باتیں کہہ
ڈالتا ہے۔ جس طرح کتّے سے لڑنے والی بلّی اپنے بچنے کا کوئی راستہ نہ دیکھ کر
کتّے پر ہی الٹ کر جھپٹا کرتی ہے۔ اور جس طرح موقع پڑنے پر جب کسی
شخص کو اپنی جان بچانے کا کوئی راستہ نہیں سوجھتا، تو اس کا ہاتھ خواہ مخواہ
تیز دھار کی تلوار پر پڑتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کی سب امیدیں ختم ہو جاتی
ہیں۔ تب وہ مایوس ہو کر جو دل میں آتا ہے وہی بکنے لگتا ہے۔
اور اس طرح اپنے دل کا غبار نکالتا ہے —— بادشاہ
نے اپنے نوکروں سے پوچھا —— "یہ کیا کہتا ہے —— ؟" ایک رحم دل وزیر
نے جواب دیا —— "حضور —— ! یہ کہتا ہے کہ جو شخص اپنے غصہ کو

قابو میں رکھتا ہے اور سب جانداروں پر رحم کرتا ہے۔ خدا اسے اپنا دوست بنا لیتا ہے۔" بادشاہ کو یہ بات سن کر رحم آ گیا۔ اور اس نے اس بدقسمت قیدی کی جان بخش دی۔ اتنے میں ایک بے رحم وزیر بولا ــــــ "ہمارے جیسے مرتبے کے انسان کے لئے بادشاہ کے نزدیک جھوٹ بولنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس قیدی نے آپ کو دل چاہی گالیاں دی تھیں ــــــ!" اس بات کو سنکر بادشاہ ناراض ہو کر بولا ــــــ "میں تمہاری اس بات سے اپنے پہلے وزیر کی جھوٹی بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ بات بھلائی کے ارادے سے کہی گئی تھی۔ اور تم نے جو بات کہی ہے وہ برائی کے ارادے سے!" عقلمندوں کا کہنا ہے کہ جس سچی بات کے کرنے سے برائی کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اس سے وہ جھوٹی بات لاکھ درجہ اچھی ہے۔ جس سے بھلائی کرنے کی تلقین ہوتی ہے۔ بادشاہ لوگ ہمیشہ دوسروں کی صلاح سے کام کیا کرتے ہیں۔ اس لئے جو لوگ انہیں برائی کرنے کی صلاح دیتے ہیں۔ ان پر لعنت ہے۔ فریدوں کے محل کی دیوار کے طاق پر لکھا ہے ــــــ "بھائیو ــــــ! یہ دنیا چار دن کی رفیق ہے۔ اگر ہمیشہ کے لئے اپنی بہتری چاہتے ہو تو خدا سے لو لگاؤ۔ اس جھوٹی دنیا کی راج دھانی پر یقین نہ کرو۔ دیکھا، تمہارے جیسے کتنوں کو اس نے بگاڑ دیا اور کتنوں کو بنا دیا۔

جس وقت پاکیزہ روح جسم چھوڑنے لگتی ہے تو اس وقت تخت پر بیٹھے ہوئے ذی اثر بادشاہ اور خالی زمین پر مرنے والے ایک فقیر میں کیا فرق رہتا ہے۔"

× × × × × ×

سلطان محمود سبکتگین کے مرنے کے ایک سو سال بعد اس کو خراسان کے ایک
بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ سلطان کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر
مٹی بن گیا ہے۔ اور اس کی پتلیاں آنکھوں کے ادھر ادھر گھوم کر چاروں طرف
دیکھ رہی ہیں۔ بادشاہ نے جوتشیوں اور نجومیوں سے اس خواب کی تعبیر پوچھی
لیکن کوئی کچھ بھی نہ بتا سکا۔ تب ایک فقیر نے سلام کر کے کہا ـــــ "اس کی
سلطنت پر دوسرے لوگ قابض ہیں ـــــ! اس سے وہ چاروں طرف دیکھ
رہا ہے۔ ایسے بہت سے نامور اشخاص زمین میں گاڑ دیئے گئے ہیں، جنہوں نے
دنیا میں آکر کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے زمین پر ان کا نام رہے۔ لیکن نوشیرواں
ایسے عظیم المرتبت شخص کو فوت ہوئے اگرچہ ایک زمانہ گزر گیا ـــــ قبر میں
رکھی ہوئی اس کی لاش مٹی میں مل گئی۔ اس کی ایک ہڈی کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ تب
بھی اس کا پاکیزہ نام خدا کی وجہ سے اب تک زمین میں زندہ ہے" اسی لئے
بھائیو۔ جب تک زندہ رہو نیکی کرو اور اپنی زندگی سے فائدہ اٹھاؤ۔ یعنی فلاں
آدمی دنیا میں نہیں رہا ـــــ اس آواز کے آنے سے پہلے ہی نیکی کر جاؤ۔

ایک بادشاہ کے کئی بیٹے تھے۔ ان میں سے سب تو دراز قد
اور خوبصورت تھے صرف ایک بدصورت اور پستہ قد تھا۔ ایک دن بادشاہ
نے اپنے بدصورت لڑکے کی طرف بڑی حقارت بھری نظروں سے دیکھا۔ لڑکا بڑا
عقلمند تھا وہ اپنے باپ کے دل کی بات تاڑ گیا۔ اور بولا ـــــ "قبلہ
والد بزرگوار ـــــ پستہ قد عقلمند انسان دراز قد کے بے وقوف سے

اچھا ہوتا ہے ـــــ ہر شے کی قدر اس کی اونچائی سے نہیں کی جاتی۔ جبکہ پاک اور ہاتھی ناپاک جانور سمجھا جاتا ہے۔ ایک دن ایک دبلے پتلے عقلمند آدمی نے کسی موٹے تازے بے وقوف سے کہا تھا۔ کیا آپ نے اُسے سنا ہے ـــ؟ ایک عربی گھوڑا چاہے وہ کتنا ہی کم زور ہو۔ اصطبل کے سارے گدھوں سے اچھا ہوتا ہے ـــ"

ان باتوں کو سن کر . . . بادشاہ اور درباری لوگ لڑکے کی تعریف و توصیف کرنے لگے۔ اور اس کے بھائیوں کے دل کو رنج مخصوص ہوا۔ جب تک آدمی نہیں بولتا اس وقت تک اس کی اچھائیاں اور خامیاں منظر عام پر نہیں آتیں۔ تمام جنگلوں کو ویران نہیں سمجھنا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ اس میں کوئی شیر سو رہا ہو۔ ہم نے سنا ہے کہ جب ایک زور آور دشمن نے بادشاہ پر چڑھائی کی اور دونوں طرف کی فوجوں کا مقابلہ ہوا اس وقت سب سے پہلے اس نوجوان شہزادے نے دشمن کی فوج کے اندر اپنا گھوڑا بڑھا کر دشمن کو للکارا اور کہا ـــــ "میں لڑائی میں پیٹھ دکھا کر بھاگنے والا نہیں ہوں۔ کیونکہ جو آدمی لڑتا ہے وہ اپنی جان کی بازی لگاتا ہے۔ اور جو بھاگ نکلتا ہے وہ اپنی فوج کا قتل عام کرا کر تماشہ دیکھتا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے دشمن پر حملہ کیا۔ اور بڑے بڑے نامی سپاہیوں کو مار کر گرا دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے باپ کے پاس آیا۔ اور زمین چوم کر بولا ـــــ "آپ مجھے بدصورت دیکھ کر مجھ سے نفرت کرتے تھے ـــــ لیکن لڑائی میں میں کیسی دلیری اور بہادری سے بہادر آزما رہا ہوں۔ اس کا آپ نے بالکل بھی خیال نہیں کیا تھا۔ ایک پتلی ٹانگوں والی گھوڑی جتنا کام کرتی ہے اتنا کام ایک موٹے تازے بیل سے کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہتے ہیں کہ دشمن کی فوج لاتعداد تھی ـــ اور بادشاہ کی جانب بالکل تھوڑی سی فوج تھی۔ اس میں سے بھی جب کچھ لوگ بھاگنے لگے تو بادشاہ نے للکار کر کہا ـــــ "یارو ـــــ مردو

کی طرح جنگ آزما رہو۔ تاکہ عورتوں کی پوشاکیں نہ پہننی پڑیں ——— !" اس بات سے سپاہیوں کی ہمت بڑھی۔ اور ان لوگوں نے بڑی بہادری کے ساتھ دشمن پر حملہ کر کے اسی دن انہیں جیت لیا۔ بادشاہ نے شہزادے کا سر اور اس کی آنکھیں چوم کر اسے سینے سے لگایا۔ اور روز بروز بادشاہ کے تئیں شہزادے کی محبت بڑھنے لگی۔ بالآخر بادشاہ نے اسے اپنے تخت و تاج کا جانشین قرار دیدیا۔ یہ دیکھ کر اس کے بھائی اس سے جلنے لگے۔ ایک دن انہوں نے اس کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اس کی بہن نے کھڑکی کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس اشارے کو سمجھ کر وہاں سے اپنا ہاتھ فوراً کھینچ لیا۔ اور کہا ——— " اگر عقلمند لوگ اس طرح مار ڈالے جائیں گے۔ تو بے وقوفوں سے ان کی کمی پوری نہ ہو سکے گی ——— ! اگر زمین پر سے ہما غائب کر دیا جاتا تو بھی کوئی الو کے سائے میں نہ جاتا ——— " اس واقعہ کی خبر بادشاہ کو پہنچی۔ اس نے شہزادے کے سب بھائیوں کو بلوایا۔ اور ان لوگوں برا بھلا کہا۔ اس کے بعد اپنے بادشاہت کے مناسب حصے کر کے سب کو بانٹ دیئے ——— تاکہ مستقبل میں کسی قسم کا جھگڑا نہ ہو سکے۔

دیکھا گیا ہے کہ ایک کمبل پر دس فقیر سو سکتے ہیں۔ لیکن ایک سلطنت میں دو بادشاہ نہیں رہ سکتے۔ اگر کسی فقیر کے پاس ایک روٹی ہوتی ہے تو وہ اس میں سے آدھی آپ کھاتا ہے اور آدھی غریب کو دے دیتا ہے۔ لیکن اگر کسی بادشاہ کے ہاتھ میں کسی سارے ملک کی باگ ڈور ہوتی ہے تو وہ کسی اور ملک کی حکومت پر قابض ہونے کی خواہش رکھتا ہے۔

کسی پہاڑ پر عربی ڈاکوؤں نے ڈیرہ ڈال کر قافلے والوں کا راستہ بند کر دیا تھا۔ ان ڈاکوؤں کی وجہ سے وہاں کے باشندوں کا ناک میں دم آگیا تھا۔ سلطان کی فوج نے بھی ان لوگوں سے شکست مان لی تھی۔ کیونکہ یہ لوگ پہاڑ کی چوٹی پر واقع قلعہ کو اپنے قبضہ میں کر کے اور اسے اپنا گڑھ بنا کر اس میں رہا کرتے تھے۔ بادشاہ کے وزیروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس بلا کو کس طرح ٹالنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہ لوگ اسی طرح چھوڑ دیئے جائیں گے۔ تو کچھ دن بعد انہیں دبانا مشکل ہو جائے گا۔ تازہ لگا ہوا پیڑ ایک آدمی کی طاقت سے اکھڑ جاتا ہے۔ لیکن وہی جب بڑھتا بڑھتا جڑ پکڑ لیتا ہے تب بھر پور کوشش کرنے سے بھی اس کی جڑ نہیں اکھڑتی۔ جھرنے کا منہ سوئی سے بند کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہی جب پورے چشمے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ تب اسے ہاتھی بھی نہیں روک سکتا ـــــ مطلب یہ کہ ان لوگوں نے وہاں ایک آدمی بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اور اسے کہہ دیا کہ جب ڈاکو کسی دوسری جگہ ڈاکہ ڈالنے جائیں تو ہمیں خبر دے دینا ـــــ ادھر تھوڑے سے چنے ہوئے سپاہیوں کو پہاڑ کی کھائی میں چھپا کر بٹھا دیا۔ شام کے وقت جب ڈاکو لوٹ کا مال لے کر واپس آئے اور لوٹی ہوئی چیزوں اور ہتھیاروں کو رکھ کر آرام کرنے لگے تو کوئی ایک پہر رات گئے دشمن نے ان پر حملہ کیا۔ اس کے بعد کوئی آدھی رات کے وقت چھپے ہوئے سپاہی جھاڑی میں سے نکل پڑے اور ایک ایک کر کے سب ڈاکوؤں کی مشکیں باندھ لیں۔ صبح ہوتے ہی سب کے سب دربار میں لائے گئے۔ اور بادشاہ نے سب کو سزائے موت کا حکم دے دیا۔

ان ڈاکوؤں کے ساتھ ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔ اس معصوم کو دیکھ کر ایک وزیر نے بادشاہ کے تخت کا پایہ چوم کر اور آداب بجا لا کر کہا۔

"حضور اس لڑکے نے ابھی تک اپنے باغ جوانی کا پھل بھی نہیں چکھا۔ اس لئے آپ کی ضرب المثل رحم دلی کے صدقے میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس بچے کو موت کے منہ میں جانے سے بچا لیں گے۔ اور مجھے احسان مند کریں گے۔"

بادشاہ سلامت بڑے سمجھدار تھے۔ انھیں یہ بات پسند نہ آئی۔ انہوں نے کہا:۔۔۔

"ناکارہ جڑ سے کبھی اچھا سایہ دار درخت پیدا نہیں ہوتا۔ نالائق کو تعلیم دینا گنبد پر اخروٹ پھینکنے کے مترادف ہے۔ اسی لئے سب کو ایک دم دار پر چڑھا دینا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ تمام آگ بجھا کر ایک چنگاری رہنے دینا، یا سانپ کو مار کر اس کے بچے کو بچا رکھنا عقلمندی کا کام نہیں ہے۔ بادل کا پانی کی جگہ امرت برسانا ممکن ہے لیکن بید کی ڈالی سے کبھی پھل حاصل نہیں ہو سکتا۔ کمینے کے پیچھے رہنا وقت ضائع کرنا اچھا نہیں۔۔۔!"

وزیر نے ظاہرہ ان باتوں کو پسند کیا اور اس مناسب خیال کے لئے بادشاہ کی تعریف کر کے کہا۔۔۔ "خدا آپ کو زندہ جاوید بنائے رکھے۔ آپ نے جو کہا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اگر وہ بچہ ان بدمعاشوں کی جمعیت میں رہتا تو یہ بھی ان ہی لوگوں کی طرح بدمعاش اور بدچلن ہو جاتا۔ لیکن آپ سے اس تابعدار کو امید ہے کہ اگر یہ اچھے آدمیوں کی جمعیت میں رکھا جائے گا۔ تو اس کے خیالات اور عقیدے بلند ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ ابھی بچہ ہے۔

۔۔۔۔ اسی لئے اس کا ان بدمعاشوں کی طرح آوارہ اور بدمزاج ہونا ناممکن ہے۔ انسان پیدائش سے برا نہیں ہوتا۔ صحبت اسے برا بنا دیتی ہے۔۔۔ حضرت نوح کے لڑکے نے بدمعاشوں کی صحبت اختیار کی اس لئے ان کے گھرانے سے پیغمبری جاتی رہی۔۔۔" وزیر نے جب یہ بات کہی تو اور

بھی کئی درباری بادشاہ سے عرض کرنے میں اس کے ساتھ ہو گئے۔ نتیجہ کے طور پر بادشاہ نے اس بچے کی جان بخش دی اور کہا :۔۔۔۔۔ "اگرچہ مجھے تمہاری عرض پسند نہیں ہے تو بھی میں اسے منظور کرتا ہوں۔ تم لوگ نہیں جانتے کہ زال سے رستم نے کیا کہا تھا۔ اپنے دشمن کو کمزور اور حقیر کبھی مت سمجھو۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ سوتے سے پانی بالکل تھوڑا تھوڑا نکلتا ہے لیکن ایسا پانی بعد میں اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اس میں مال سے لدے ہوئے بڑے بڑے اونٹ بہنے لگتے ہیں۔" القصہ وزیر نے اس لڑکے کو اپنے گھر لے جا کر بڑے ناز و نعمت سے پالا۔ اس کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک قابل استاد مقرر کیا۔ جب وہ اچھی طرح درباری آداب سیکھ گیا اور لوگوں کی نظر میں شریف سمجھے جانے لگا تو ایک دن وزیر نے اس کے چال چلن اور کردار کے بارے میں بادشاہ سے کہا۔ کہ اس لڑکے پر اچھی تعلیم کا خوب اثر ہوا ہے۔ پہلے کی بیوقوفی اس کے دل سے بالکل دور ہو گئی ہے۔ بادشاہ نے اس بات پر ہنس کر کہا ۔۔۔۔ "بھیڑیئے کا بچہ اگر آدمیوں کے درمیان پالا جائے تو بھی وہ بھیڑیا ہی رہے گا۔" اس واقعہ کے دو سال بعد اس لڑکے نے علاقے کے کچھ بدمعاشوں کے ساتھ مل کر موقعہ لگنے پر وزیر اور اس کے دونوں لڑکوں کو جان سے مار ڈالا اور خود بہت سا مال و اسباب لوٹ کر لے گیا۔ اور اپنے باپ کی جگہ خود سردار بن کر ڈاکہ زنی کرنے لگا۔ بادشاہ سلامت یہ خبر سن کر بڑے رنجیدہ ہوئے اور بولے :۔۔۔ "دیکھو لوہے سے کوئی اچھی تلوار کیسے بن سکتی ہے۔ عقلمند و سنو ۔۔۔۔ کسی بدذات نالائق کو نیک بنانا ناممکن ہے۔"

میں نے اُن کی ڈیوڑھی پر پیارے سے لڑکا دیکھا وہ لڑکا اتنا ذہین اور خوبصورت تھا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی ذہانت اور اس کے اوصاف بچپن ہی سے نظر آنے لگے تھے۔ ذہانت کی وجہ سے اس کی قسمت کا ستارہ اس کی پیشانی پر چمکتا تھا۔ مختصر یہ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس نے اپنی خوبصورتی اور بلا کی ذہانت کی وجہ سے بادشاہ کا قرب حاصل کر لیا۔ دولت سے بلند مقام حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن قابلیت سے ملتا ہے۔ انسان اپنی قابلیت اور ذہانت سے بڑا سمجھا جاتا ہے نہ کہ اپنی عمر سے ــــ اس کے رقیب اس سے جلنے لگے۔ انہوں نے اس پر بد ایمانی کا جھوٹا الزام لگا کر اس کی جان لینے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے ــــ جس کا سچا ساتھی مہربان ہو، اس کا دشمن کیا کر سکتا ہے۔؟ بادشاہ نے اس لڑکے سے پوچھا ــــ "یہ لوگ تجھ سے دشمنی کیوں رکھتے ہیں۔؟"

لڑکے نے جواب دیا ــــ "دنیا کے محافظ! آپ کے زیر سایہ گھر میں نے جلنے والوں کے سوا سب کو خوش کیا ہے۔ جب تک میری قسمت کا ستارہ مجھ سے نہ روٹھے گا یہ لوگ کبھی خوش نہ ہوں گے۔!

" آپ کی دولت اور اقبال سدا ایسے ہی رہیں۔ میں کسی کو نا راض کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن ان جلنے والوں کا کیا علاج کروں جن کے دل میں برائی ہی برائی بھری رہتی ہے۔"

اے بد قسمت جلنے والے! مرجا! کیونکہ تیرے مرض کا علاج سوائے تیری موت کے اور کوئی نہیں ہے۔ اگر دن میں چمگادڑ کو نہ سوجھے تو اس میں سورج کا کیا قصور۔؟ سچ بات تو یہ ہے کہ ایسی ہزار آنکھوں کا اندھا ہونا اچھا ہے لیکن سورج کی روشنی کا مارا جانا اچھا نہیں ــــ

* * * * *

کہتے ہیں کہ ایران کے بادشاہوں میں ایک ایسا بادشاہ ہوا تھا جو اپنی رعایا کے مال و دولت کو زبردستی چھین لیا کرتا تھا۔ اس کے بار بار کے ظلم کرنے پر انسان لاچار ہو کر اس کی سلطنت کو چھوڑ کر دوسری سلطنتوں میں جا کر آباد ہونے لگے۔ ساری رعایا سلطنت چھوڑ کر چلی گئی۔ تب حکومت کی آمدنی کم ہو گئی۔ خزانہ خالی ہو گیا۔ اور زور آور دشمنوں نے بادشاہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ جسے اپنے برے دنوں میں امداد حاصل کرنی ہو اسے اپنے اچھے دنوں میں خوش اطواری اور خوش اخلاقی سے چلنا چاہیئے۔ اگر تم اپنے نوکر کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ نہ کرو گے تو وہ چل دیگا۔ مہربانی اس ڈھنگ سے کرو کہ انجان آدمی بھی تمہارا فرمانبردار خادم بن جائے۔

ایک دن وزیر نے بادشاہ سے پوچھا :— "فریدوں کے پاس نہ دولت تھی نہ ملک تھا۔ اور نہ فوج ہی تھی۔ پھر اسے حکومت کس طرح ملی۔؟"

بادشاہ نے جواب دیا :— "جس طرح کہ تم نے سنا ہے کہ لوگ اس سے مل گئے تھے اور ان کی مشترکہ قوت سے اس نے حکومت حاصل کر لی۔"

وزیر نے پھر کہا :— "جب آپ یہ جانتے ہیں کہ لوگوں کے جمع کرنے سے ہی حکومت بنتی ہے تو حکومت کرنے کی خواہش رکھنے کے باوجود آپ انہیں بھگاتے کیوں ہیں۔؟ اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر بھی فوج کو خوش رکھنا مناسب ہے۔ کیونکہ فوج ہی بادشاہ کی طاقت ہے۔؟"

بادشاہ نے پوچھا ــــــ "فوج اور رعایا کو اکٹھا کرنے کے لئے کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیئے ــ؟"

وزیر نے جواب دیا ــــــ "بادشاہ کا منصف ہونا ضروری ہے ۔ جس سے لوگ اس کے پاس آئیں اور ساتھ ہی رحم دل ہونا بھی مناسب ہے ۔ جس سے لوگ اس کی پناہ میں آکر آرام و سکون محسوس کریں ۔ لیکن آپ میں ان میں سے ایک بھی صفت نہیں ۔ جس طرح بھیڑیا چرواہے کا کام نہیں کر سکتا اسی طرح ظالم انسان بادشاہت نہیں کر سکتا ۔ ظالم بادشاہ اپنی سلطنت کی بنیادیں کھود کھود کر کمزور کرتا ہے ۔"

بادشاہ وزیر کی نصیحت سے چڑ گیا ۔ اس نے وزیر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے جیل بھیج دیا ۔ اس واقعہ کے کچھ ہی دن بعد بادشاہ کے چچا زاد بھائیوں نے بغاوت کی ۔ اور فوج تیار کر کے اپنے باپ کی بادشاہت کا دعویٰ کرنے لگے ۔ وہ لوگ جو اس کے ظلم سے تنگ آ گئے تھے دشمنوں سے مل گئے ۔ اور انہوں نے امداد دی ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس بادشاہ کے قبضہ سے حکومت نکل گئی اور ان کے ہاتھ آ گئی ۔

جو بادشاہ غریبوں پر ظلم کرتا ہے ۔ اس کے دوست بھی مصیبت کے دن اس کے جانی دشمن بن جاتے ہیں ۔

ایک بادشاہ ایک ایرانی غلام کے ساتھ جہاز پر بیٹھا ہوا تھا ۔ اس غلام نے نہ تو پہلے کبھی سمندر ہی دیکھا تھا نہ بحری سفر کی تکالیف کا

احساس کیا تھا۔ وہ رونے چلانے لگا۔ اور اس کا سارا جسم کانپنے لگا۔ اور بہت کچھ دم دلاسہ دینے پر بھی اس کی تسلّی نہ ہوئی، بادشاہ کے آرام میں خلل پڑا۔ اسے چپ کرنے کی کوئی ترکیب نہ نکلی۔ ایک کافی سمجھدار بزرگوار بھی اس جہاز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا:——

"اگر اجازت ہو تو میں اسے چپ کرا دوں ——؟" بادشاہ نے کہا —— "بڑی مہربانی ہو گی ——!"

اس عقلمند نے جہاز والوں کو حکم دیا کہ غلام کو سمندر میں ڈال دو —— جب اس نے کئی غوطے کھائے تب لوگوں نے اس کے سر کے بال پکڑ کر اسے جہاز کی طرف کھینچ لیا۔ اور دونوں بازوؤں کے بل تیوار سے لٹکا دیا۔

جب وہ پانی سے باہر آیا تو چپ چاپ جہاز کے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر پوچھا —— یہ کس طرح چپ ہوا۔ عقلمند نے جواب دیا۔ "پہلے نہ تو یہ ڈوبنے کے دکھ کو ہی سمجھتا تھا۔ اور نہ جہاز میں بیٹھنے کے آرام کو ہی جانتا تھا۔ اس طرح جس نے دکھ برداشت کیا ہے وہی آرام کی قدر جانتا ہے۔ جس کا پیٹ بھرا ہوا ہو اسے جو کی روٹی اچھی نہیں لگتی جس کی محبوبہ بغل میں ہے اور جو اپنی محبوبہ کے انتظار میں آنکھیں لگائے ہوئے ہے ان دونوں میں فرق ہے۔"

لوگوں نے مہر منیر بادشاہ سے پوچھا —— "آپ نے اپنے باپ کے وزیروں میں کیا خامی دیکھی جو ان کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔؟"

اس نے جواب دیا:۔۔۔۔۔۔ "میں نے ان میں کوئی خامی نہیں دیکھی لیکن یہ دیکھ کر کہ وہ مجھ سے بہت ہی ڈرتے ہیں اور میری زبان پر پیدا یقین نہیں کرتے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ اپنے بچاؤ کے لئے مجھے ہی مار ڈالنے کی کوشش کریں۔ اس لئے میں نے مہاتماؤں کی تعلیم کے عین مطابق کام کیا ہے۔۔۔۔۔۔ ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ جو تم سے ڈرتے ہیں۔ تم ان سے ڈرو۔۔۔۔۔۔ کیا تو نہیں جانتا کہ بلی جب مایوس ہو جاتی ہے۔ تو اپنے پنجوں سے چیتے کی آنکھیں نکال لیتی ہے۔ سانپ اپنا سر پتھر سے کچلے جانے کے خوف سے چرواہے کو کاٹتا ہے۔"

ایران کا ایک بادشاہ بوڑھاپے میں بیمار ہو گیا۔ اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔۔۔۔۔۔ اسی وقت ایک سوار دروازے پر آیا اور یہ خوشخبری لایا۔۔۔۔۔۔ "میں نے حضور کے اقبال سے فلاں قلعہ اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ اور دشمن بھی قید کر لئے گئے ہیں۔ اس دشمن کی فوج اور رعایا نے آپ کی اطاعت قبول کر لی ہے۔"

بادشاہ نے یہ خبر سن کر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا۔۔۔۔۔۔ "یہ خبر میرے لئے نہیں ہے بلکہ میرے دشمنوں کے لئے ہے۔ جو میرے بعد میری سلطنت کے مالک ہوں گے۔ میں نے اپنی قیمتی زندگی اپنی خواہشات کو پورا کرنے کی امیدیں بیکار گنوائی۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔ اس وقت موت کوچ کا نقارہ بجا رہی ہے۔۔۔۔۔۔ اے آنکھو۔۔۔۔۔۔ تم میرے سر سے جدا

ہو جاؤ ـــــ ہاتھ باندھ دو اور ہتھیلیو تم بھی مجھ سے جدا ہو جاؤ۔ میں نے اپنی ساری زندگی بیوقوفی میں گذاری۔ اپنے فرض کو نہیں نبھایا۔ میرے نقشِ قدم پر نہ چلنا۔"

ایک وقت میں پیغمبر اولیا عیسیٰ کی قبر کے سرہانے بیٹھا تھا۔ عرب کا ایک بادشاہ جو ناانصافی کے لئے مشہور تھا۔ وہاں حج کرنے آیا۔ اس نے اولیا کی پرستش اور اس کا خیال کرتے ہوئے کہا: ــــ "غریب اور امیر سب اس در کے خادم ہیں۔ اور جو بہت ہی دولت مند ہیں ان کی تشنگی سب سے زیادہ ہے۔!"

پھر اس نے میری طرف دیکھا اور کہا ــــ "فقیر لوگ خدا کے عاشقِ صادق ہوتے ہیں۔ آپ میرے ساتھ خدا سے دعا کیجیے۔ کیونکہ مجھے ایک طاقتور دشمن سے خطرہ ہے۔" میں نے جواب دیا ــــ "کمزور پر رحم کرو تو طاقتور دشمن تمہیں تکلیف نہ پہنچا سکیں گے ــــ!" "کمزور اور بے یار و مددگار رعایا کو قوتِ بازو سے دبانا ظلم ہے۔ جو غریبوں سے میل جول نہیں رکھتا اسے ہمیشہ خطرہ رہتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی وقت اس کا پاؤں پھسل جائے تو اسے کوئی ہاتھ کا سہارا نہ دیگا۔

جو بدی کا بیج بوتا ہے اور نیکی کے پھل کی امید کرتا ہے وہ بیکار اپنے دماغ کو تکلیف دیتا ہے۔ کان سے روئی نکال دے اور بنی نوع انسان کے ساتھ انصاف کر۔ اگر تو انصاف نہ کریگا تو کسی نہ کسی دن تجھے اس کی سزا

بھگتنا پڑے گی۔

آدم کے بچے ایک دوسرے کے اعضاء ہیں۔ اور ایک ہی مٹی سے بنے ہیں ——— اگر ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے کو بھی ہوتی ہے۔ دوسروں کی تکلیف کو لاپرواہی کی نظر سے دیکھتا ہے یعنی دوسروں کی تکلیفوں سے بے فکر رہتا ہے۔ وہ "آدمی" کہلانے کے قابل نہیں ہے۔

ایک مرتبہ بغداد میں ایک ایسا فقیر آیا۔ جس کی دعا کبھی رائیگاں نہ گئی تھی۔ یعنی وہ جو دعا کرتا تھا اسے خدا منظور کر لیتا تھا۔ جوں ہی حجاج بن یوسف کو اس کے آنے کی اطلاع ملی۔ اس نے اس فقیر کو بلوایا اور کہا ——— "میرے لئے خدا سے دعا مانگو ———!" اس نے کہا ——— "اے خدا ——— اسے مار ڈال ———!" حجاج نے پوچھا ——— "خدا کے لئے یہ کس قسم کی دعا ہے ———؟" اس نے جواب دیا ——— "یہ تیرے اور سب مسلمانوں کے لئے نیک خواہشات ہیں ———! تو شرمندہ ہو کر کمزور دل ہے۔ تیرا یہ ظلم کب تک قائم رہے گا ———؟ بہت ہی اچھا ہو اگر تو مر جائے کیونکہ تو انسانوں پر ظلم کرنے والا ہے۔"

کسی ظالم بادشاہ نے کسی مذہبی شخص سے پوچھا ———

"میں کس قسم کی ریاضت کروں جس سے مجھے ثواب حاصل ہو ——" اس نے جواب
دیا —— "تم دوپہر کے وقت سویا کرو۔ کیونکہ جتنی دیر تم سوتے رہو گے اتنی
دیر لوگ تمہارے ظلم سے بچے رہیں گے۔"
جب میں نے ایک ظالم اور سنگدل شخص کو بھری دوپہر میں سوتے دیکھا
تو میں نے کہا —— "وہ ظالم ہے —— اس لیے اس کا نیند کے غالب میں رہنا
اچھا ہے، جیسا کہ جاگنے سے سونا اچھا ہے۔ اس کی بری زندگی سے اس کا مرنا اچھا
ہے ——!"

میں نے ایک بادشاہ کے متعلق سنا۔ جس نے تمام رات عیش و آرام
میں گزاری اور جب اسے خوب نشہ چڑھا تو کہنے لگا —— "میں نے اپنی زندگی
میں آج تک ایسا آرام کبھی نہیں پایا۔ کیونکہ اس وقت مجھے برائی بھلائی کی کوئی بھی
دھیان نہیں ہے۔ اور نہ مجھے کسی سے رنج ہے۔" ایک ننگے فقیر نے جو باہر سردی میں
سو رہا تھا۔ بادشاہ کی یہ بات سنی اور کہا —— "اے بادشاہ ——!
تیرے ایسا طاقت ور کوئی نہیں ہے۔ اور تجھے کسی قسم کی تکلیف بھی نہیں ہے۔ لیکن
کیا تیرا ہم لوگوں سے اتنا سا بھی تعلق نہیں ہے۔؟" بادشاہ اس بات سے بہت
خوش ہوا اور ایک ہزار دینار کا توڑا نکال کر اس نے کہا —— "اے فقیر!
دامن پھیلا ——" اس نے جواب دیا —— "جب میرے پاس کپڑا
ہی نہیں ہے تو دامن کہاں سے لاؤں ——؟"
بادشاہ کو فقیر کی بری حالت پر بہت رحم آیا۔ اس نے روپیوں کے

ساتھ ایک کپڑا بھی اسے بھجوا دیا۔ فقیر اس دولت کو تھوڑے ہی دنوں میں اٹھا کر بیچ گیا۔ دھیرا تماؤں کے ہاتھ میں دولت نہیں ٹکتی ——— عاشق کے دل میں صبر نہیں رہتا۔ اور چھلنی میں پانی نہیں ٹھہرتا۔

ایک دن جب بادشاہ کو اس فقیر کا دھیان بھی نہ تھا۔ کسی نے اس کا ذکر چھیڑا ——— بادشاہ ناراض ہوا اس کی طرف سے اس نے اپنا منہ پھیر لیا۔ ایسے ہی موقع کے لئے عقل مند دلی نے کہا ہے ——— "بادشاہ کے قہر سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ اکثر بادشاہوں کا دھیان حکومت کے ضروری کاموں میں الجھا رہتا ہے۔ اس وقت جو لوگ اس کے دھیان میں خلل ڈالتے ہیں۔ ان سے بادشاہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اچھا موقع نہیں دیکھتا اسے بادشاہ سے کچھ نہیں ملتا۔ جب موقع ہاتھ نہ آئے تو بیہودہ باتیں کر کے اپنا کام نہ بگاڑنا چاہیئے۔ بادشاہ نے کہا ——— " اس گستاخ اور فضول خرچ شخص کو باہر نکال دو ——— اس نے اتنی دولت بات کی بات میں پھونک دی۔ بیت المال کا خزانہ غریبوں کو ٹکڑے دینے کے لئے ہے نہ کہ شیطان کے بھائیوں کی دعوت کیلئے جو بے وقوف دن میں کافور کی بتی جلاتا ہے اسے رات کو جلانے کے لئے تیل بھی نصیب نہیں ہوتا۔" ایک عقلمند وزیر نے کہا ——— " بادشاہ سلامت ——— اس راج کے لوگوں کی پرورش کے لئے کچھ رقم الگ مقرر کر دیجئے۔ جس سے یہ لوگ فضول خرچی نہ کر سکیں۔ لیکن آپ نے ناراض ہو کر ان لوگوں سے بالکل ہی تعلق نہ رکھنے کا جو حکم دیا ہے وہ صدق دلی کے عقیدوں کے خلاف ہے۔ کسی پر رحم کر کے اس کو امید دلانا اور پھر ایک دم ناامید کر کے ان کا دل توڑنا اچھا نہیں ہے۔ بادشاہ لوگوں کو اپنے پاس آنے نہیں دیتا۔ لیکن جب سخاوت کا دروازہ کھل جاتا ہے تب اسے زور سے بند بھی نہیں کر سکتا ——— سمندر کے کنارے کوئی پیاسا مسافر

نظر نہیں آتا۔ جہاں میٹھے پانی کا چشمہ ہوتا ہے وہاں انسان، چرندے، پرندے، کیڑے مکوڑے اکٹھے ہونے ہیں۔"

ایک بادشاہ اپنی سلطنت کی حفاظت کی طرف بالکل دھیان نہیں دیتا تھا۔ فوج کے سپاہیوں کو اس قسم کے سلوک سے اتنی تکلیف ہوئی کہ جب ایک طاقتور دشمن نے بادشاہ پر حملہ کیا تو سپاہیوں نے اس کا سامنا کرنے سے انکار کر دیا۔ فوجیوں کی تنخواہ روک رکھنے سے وہ لوگ تلوار کو ہاتھ لگانا نہیں چاہتے ——— نوکری چھوڑ کر بیٹھ جانے والے سپاہیوں میں سے ایک میرا گہرا دوست تھا۔ میں نے اس پر لعنت بھیج کر کہا ——— "ایک معمولی سی بات کی وجہ سے اپنے پرانے مالک کے کئی سال کے احسانوں کو بالکل ہی بھول کر آفت کے وقت اس کا ساتھ چھوڑ دینا بہت ہی کمینگی بدنامی اور نیچتا کا کام ہے ——— " اس نے جواب دیا ——— "اگر آپ اس بات کا پورا پورا حال سنیں گے تو مجھے ملزم نہ گردانیں گے۔ میرا گھوڑا بغیر دانے کے مرنے کو آ گیا تھا۔ اس کے چارے کا کپڑا اپنے کر گیا تھا ... ایسی حالت میں بھی شہزادے نے لالچ کی وجہ سے سپاہیوں کی تنخواہ روک رکھی تھی۔ پھر بھلا وہ لوگ اس کے لئے اپنی جان دینے کو کس طرح تیار ہو سکتے تھے۔؟ بہادر اور جنگجو فوجیوں کو دولت دے کر مطمئن رکھنا چاہیئے۔ جس سے کہ وہ وقت پڑنے پر اپنا سر دے سکیں۔ کیونکہ اگر وہ آپ کے پاس سے تنخواہ نہ پائیں گے۔ تو دولت پانے کی امید میں کسی دوسرے کے پاس جا رہیں گے۔ جنگجو فوجی پیٹ بھرا رہنے سے بڑے اطمینان سے جنگ و جدل میں مشغول رہتا ہے۔ لیکن اگر وہ بھوکے رہیں تو انہیں مجبوراً کمر دکھا کر میدانِ جنگ

سے سجا گنا پڑتا ہے ــــ ۔

کسی وزیر کی نوکری چھوٹ جانے پر وہ فقیروں کی ایک مجلس میں جا ملا ۔ درویشوں کی صحبت سے اس کے دل میں بڑا سکون پیدا ہوا ۔ کچھ دن بعد بادشاہ کی نگاہِ کرم پھری اور اس نے اس وزیر کو دوبارہ کام کرنے کی اجازت دے دی لیکن وزیر نے یہ پیش کش قبول نہ کی ۔ " اور کہا ــــــــ " کام میں لگے رہنے کی حالت سے کام چھوڑ دینے کی حالت زیادہ سکون بخش ہے ۔ جو لوگ دنیا کی محبت اور دولت کو چھوڑ کر تنہائی میں جا کر ریاضت کرتے ہیں وہ سب قسم کے فکر و تردد اور خوف و خطر سے بچے رہتے ہیں ۔ اور آزادی کے ساتھ آرام و سکون حاصل کرتے ہیں ــــ " بادشاہ نے کہا ــــــ " مجھے اپنی سلطنت کے لئے تم ایسے قابل انسانوں کی بہت سخت ضرورت ہے ۔ " وزیر نے اپنے دل میں سوچا کہ میں نوکری کرنا قبول نہیں کرتا اسی سے میں قابل شخص سمجھا جاتا ہوں ــــــ ہماڑی کھا کر اپنا گزارہ کرنا اور کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے اسلئے لوگ اس کی سب پرندوں سے زیادہ عزت کرتے ہیں ۔

مثال کے طور پر ــــــ لوگوں نے سیاہ گوش سے پوچھا ، " تم خادم کی طرح شیر کے ساتھ رہنا کیوں پسند کرتے ہو ــــ ؟ " اس نے جواب دیا ۔ " اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے اس کے شکار کا بچا کھچا مال کھانے کو ملتا ہے ۔ اس کی پناہ میں رہنے سے اس کی تندمزاجی کے زیر اثر دشمن لوگ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ــــ "
لوگوں نے پوچھا ــــ " جب تم اس کی پناہ میں رہتے ہو اور اس کے احسانوں کو تسلیم

کرتے ہو تو پھر اس کے بالکل نزدیک کیوں نہیں چلے جاتے۔ کہ جس سے وہ تمہیں اپنے خاص خادموں کے ساتھ ملا کر اپنا وزیر بنا لے ـــــ" اس نے جواب دیا ــــــ "اس کا مزاج ایسا کڑا ہے کہ میں اس کے نزدیک جانے میں اپنی بہتری و بہبودی نہیں سمجھتا ـــــ" اگر آتش پرست سو سال تک آگ کو جلاتا رہے۔ تو بھی اگر وہ لمحہ بھر کے لئے اس میں گر پڑیگا۔ تو خاکستر ہو جائے گا۔ ایسا اکثر ہوا کرتا ہے۔ کبھی ندیم بادشاہ سے اکرام و دولت پاتا ہے اور کبھی اس کے ہاتھ اپنا سر تک گنوا دیتا ہے۔ درویشوں نے کہا ہے کہ بادشاہ کے مزاج سے ہوشیار رہو۔ کیونکہ وہ لوگ کبھی تو آداب بجا لانے پر آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی گالیاں دینے سے بھی عزت کرتے ہیں۔ عقلمند لوگ کہہ گئے ہیں کہ چالاکی درباریوں کے لئے ہنر ہے اور درویشوں کے لئے خامی ـــــ انسان کو چاہیئے کہ اپنا چال چلن ٹھیک رکھے۔ اور اپنی دل لگی اور کھیل تماشہ حکومت کے وفادار خادموں کے لئے چھوڑ دے۔

میرے ایک دوست نے برے وقت کی شکایت کرتے ہوئے کہا۔ میرا کنبہ بہت بڑا ہے۔ اور میرے پاس اتنی دولت نہیں ہے کہ میں ان کی پرورش کر سکوں مجھ سے ان لوگوں کا بار نہیں اٹھایا جا سکتا۔ کبھی کبھی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ میں کسی اور ملک میں جا کر "دیش چوری اور بدیش بھکشا ـــــ!" کے مطابق کسی طرح گزر اوقات کر دوں ـــــ بہت سے لوگ فاقہ کر کے مر رہے ہیں اور کوئی جانتا بھی نہیں۔ بہت سے مر جاتے ہیں اور کوئی ان کے لئے رو تا تک نہیں ـــــ پھر میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ میرے پیچھے میرا برا چاہنے والے دشمن میرے چال چلن پر ہنسیں گے۔

اور اپنے خاندان کی پرورش کرنے میں ناکام رہنے کی وجہ سے مجھے نامرد کہہ کر بدنام کریں گے۔ اور کہیں گے کہ دیکھو، بے شرم بے حیا اپنے آرام کی خاطر اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ اس کا کبھی بھلا نہ ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ میں ریاضی میں تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھتا ہوں۔ اگر آپ کی مہربانی اور کوششوں سے مجھے کوئی کام مل جائے تو میں آرام وسکون کا سانس لے سکوں گا۔ اور میں تا زندگی آپکا احسان مند رہوں گا ——— " میں نے کہا ——— " دوست ——— تکلیف کی بات یہ ہے کہ بادشاہوں کی نوکری میں دو باتیں رہتی ہیں۔ ایک طرف زندہ رہنے کی امید اور دوسری جانب جان گنوانے کا خطرہ۔۔ اس لئے زندہ رہنے کی امید میں اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالنا عقلمندوں کے تئیں سمجھداری کا کام نہیں ——— غریب اور بے یار ومددگار ورکنگ کے گھر پر کوئی یہ کہنے نہیں آتا کہ زمین یا باغیچہ کا محصول دو ——— یا تو کوئی تکلیفیں برداشت کر کے دنیا بھر کی ذمہ داریاں اپنے سر پہ اٹھا لیں۔

اس نے جواب دیا ——— " یہ بات میری حالت کے مطابق نہیں ———! آپ نے میرے سوال کا ٹھیک جواب نہیں دیا۔ کیا آپ نے یہ کہا وت نہیں سنی کہ بے ایمانوں کا ہاتھ حساب کرتے وقت کانپنے لگتا ہے۔ نیک انسان سے خدا خوش رہتا ہے۔ مہاتماؤں نے کہا ہے کہ چار قسم کے انسانوں سے چار قسم کے انسان بہت ڈرتے ہیں ——— ظالم آدمی بادشاہ سے۔ چور پہرے دار سے ——— بے ایمان مغل خور سے اور زندگی سزا دینے والے سے۔ لیکن جس انسان کا حساب ٹھیک ہے اسے حساب جانچنے والے کا کیا ڈر ہے ——— جو عہدے دار مرتبے سے الگ ہو جانے کی حالت میں دشمنوں کی برائی سے بچنا چاہے تو عہدے اور مرتبے کی حالت میں سمجھ بوجھ کر کام کرے۔ جو اپنا چال چلن ٹھیک رکھو گے تو غنیم کسی کا بھی ڈر نہ ہے دیکھو دھوبی کے ہاتھ کے پیٹے جانے کا خطرہ صرف میلے کپڑے کو ہی ہوتا ہے صاف کو نہیں۔

ںنے جواب دیا ــــــ "تمہاری حالت کے ساتھ اس لومڑی کا قصہ
یہ ملتا ہے۔ جس کو کسی نے بھی چھوڑ کر بھاگتی جاتی دیکھ کر پوچھا" تمہارے
پر کیا آفت آئی ہے جو تم اتنی خوفزدہ ہو رہی ہو ــــ ؟" اس نے جواب دیا ــــ
سامنے سنا ہے کہ لوگ اونٹ کو بیگار میں پکڑتے ہیں"۔ اس نے کہا ــــــ
اری بے وقوف ــــ! اونٹ کے ساتھ تیرا کیا مقابلہ ــــ؟ تیرا اور
ن کا کیا تعلق ــــ؟" اس نے جواب دیا ــــــ "چپ رہو۔! ان سب
باتوں سے کچھ کام نہیں ــــ کیونکہ اگر کوئی کمینہ مجھے پھانسنے کے ارادے سے مجھے
بھی اونٹ ہی کہہ دے اور میں بھی بیگار میں پھنس جاؤں تو کون میری کھوج کرے گا۔
اور میری طرف سے وکالت کر کے مجھے چھڑوائے گا ــــ؟ ممکن ہے عراق سے
زہر مہرہ لاتے لاتے سانپ کا کاٹا انسان مر جائے ــــ اگرچہ تم میں اتنی قابلیت
اور صداقت ہے تو بھی تم سے جلنے والے گھات لگائے اور دشمن موقعہ کی تلاش میں
بیٹھے ہیں۔ اگر وہ لوگ تمہارے نیک مزاج کو خراب ثابت کر دیں۔ بادشاہ تم سے
ناراض ہو جائے اور تم اس کے قہر کا نشانہ بن جاؤ تو تمہاری حمایت کون کر سکے گا۔
اگر تم اپنی خواہشات کو نیاگ دو اور بلند مرتبہ حاصل کرنے کا خیال چھوڑ دو تو بہت
اچھا ہو۔ کیونکہ بزرگوں نے کہا ہے۔

"سمندر میں لاتعداد اچھی اچھی چیزیں ہیں۔ لیکن اپنی حفاظت
کے طور پر انہیں کنارے پر ہی تلاش کرو ــــ!" میرا دوست بات سنکر بہت
ہی ناراض ہوا ــــ میری جانب غصہ سے دیکھنے لگا۔ اور سرد مہری سے کہنے
لگا ــــ

"اس میں عقلمندی۔ کامیابی۔ سمجھداری اور تیز مزاجی کی کیا
بات ہے ــــ؟ دانشوں نے کہا ہے کہ دوست قید خانے یا جیل میں کام آتے ہیں۔

عیش و آرام کے دنوں میں تو دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ دولت مندی کے دنوں میں اپنی محبت اور دوستی دکھاتے ہیں ان کو اپنا دوست مت سمجھو —— میں تو اسے اپنا دوست سمجھتا ہوں جو گردش اور تکلیف میں میرا ہاتھ پکڑتا ہے —!"

میں نے دیکھا کہ اس کا دل گھبرا گیا ہے اور وہ میرے مشورے سے یہ خیال کرتا ہے کہ میں اس کی امداد کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے میں مالگزاری کے حاکم کے پاس گیا۔ اس سے میری پہلے کی دوستی تھی۔ اس لئے میں نے اس سے سارا حال کہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے میرے کہنے سے میرے دوست کو ایک معمولی نوکری دے دی۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کے اوصاف لوگوں کی نظروں میں سما گئے۔ اس کے دن پھر گئے۔ اس کی ترقی ہوگئی —اس کی تقدیر کا ستارہ اتنا اونچا چڑھا کہ اس کی سب خواہشات پوری ہوگئیں۔ اور وہ بادشاہ کے رفقاء میں شامل ہوگیا۔ لوگ چاروں طرف سے اس کی تعریف کرنے لگے۔ اور بڑے بڑے آدمیوں میں اس کا وقار بڑھ گیا۔ مجھے اس کی قسمت کا ستارہ چمکتا دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ میں نے اس سے کہا —— "یار کام کاج سے گھبرانا مت —— !دل میں کبھی رنجیدہ نہ ہونا۔ کیونکہ امرت اندھیرے ہی میں رہتا ہے۔ اسے مصیبت میں پھنسے ہوئے بھائی —— !گھبرامت —— !کیونکہ خدا رحمدل اور نیک ہے۔ تقدیر کے چکر سے نہ گھبرا کیونکہ صبر و قناعت تلخ لیکن اس کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔"

اس موقعہ پر اتفاق سے میں اپنے دوستوں کے ساتھ مکہ کی زیارت کو چل دیا۔ جب ہم زیارت سے واپس آرہے تھے تو وہ دوست راستہ چل کر مجھ سے ملنے آیا۔ اس وقت وہ فقیروں کے سے کپڑے پہنے ہوئے بڑا پریشان حال تھا۔ میں نے ایسی حالت ہو جانے کی وجہ پوچھی —— اس نے جواب دیا —— "آپ نے مجھ سے جیسا کہا تھا ٹھیک ویسا ہی ہوا۔ کچھ لوگوں نے

مجھ سے جل کر مجھ پر جھوٹے الزام لگائے۔ بادشاہ نے تفتیش کرنے تک کی اجازت دی۔ میرے پرانے میل ملاقاتیوں اور دوستوں نے اپنی پرانی دوستی بھلا دی اور میری صفائی کے لئے اپنے ہونٹ تک نہ کھولے۔ جب کوئی خدا کی مرضی سے نیچے گر تا ہے تو ساری دنیا اس کا سر روندنے لگتی ہے۔ جب انسان کے اچھے دن ہوتے ہیں۔ اس وقت لوگ سینہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی تعریف کرنے لگتے ہیں — مطلب یہ ہے کہ میں ایک دکھ اور جھگڑوں سے گھرا ہوا تھا۔ اس پر فقہ جب زیارت سے واپس آنے کی اطلاع ملی میں قید خانے سے رہا کیا گیا ہوں۔ اور حکومت نے میری جائیداد ضبط کر لی ہے ———— ! " میں نے جواب دیا ————

" تم نے اس وقت میری بات نہ مانی۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ بادشاہوں کی دربار داری فائدہ مند ہوتی ہے لیکن خطرے سے خالی نہیں ہوتی — " میں نے اس کے اندرونی زخم کو نوچ کر بڑھانا۔ اس پر نمک چھڑکنا مناسب نہیں سمجھا۔ اس لئے مندرجہ ذیل باتیں کہہ کر دل میں صبر کر لیا —

" تم نہیں جانتے کہ لوگوں کی نصیحت نہ ماننے سے تمہیں بیڑیاں پہننا پڑیں گی۔ اگر تم میں بچھو کے ڈنک کی چوٹ سہنے کی ہمت نہ ہو تو اس کے بل میں انگلی نہ ڈالو — ! "

میں کچھ ایسے آدمیوں کی صحبت میں رہتا تھا جن کا چال چلن ظاہرہ بہت اچھا معلوم ہوتا تھا۔ ایک دولت مند شخص ان لوگوں پر بہت ہی اعتقاد رکھتا تھا۔ اس نے ان لوگوں کی گذر اوقات کے لئے کچھ روپیہ مقرر کر دیا تھا۔

لیکن ان میں سے ایک شخص نے کچھ ایسا کام کیا جو فقیروں کے کردار کے بالکل برعکس تھا۔ اس لئے دولت مند شخص کا اعتقاد ان لوگوں پہ نہ رہا ——

ان لوگوں کو گزراوقات میں مشکل پیش آنے لگی —— میں دوبارہ ان لوگوں کے لئے امداد جاری کرانا چاہتا تھا۔ اس ارادے سے میں اس امیر کی خدمت میں گیا۔ لیکن اس کے دربان نے میری توہین کی۔ اور مجھے اس کے پاس تک نہ جانے دیا۔ میں نے اس مثل کے مطابق اس کی بات کا برا نہ مانا کہ ——

"جو کوئی کسی امیر، وزیر یا بادشاہ کے پاس بنا وسیلہ کے جاتا ہے تو دربان لوگ اسے غریب سمجھ کر اس کا گلا پکڑتے ہیں۔ اور کتے دامن پکڑ کر کھینچتے ہیں۔"

جب اس امیر کے خاص ملازموں کو میرا حال معلوم ہوا تو وہ لوگ مجھے بڑی عزت کے ساتھ اندر لے گئے۔ اور مجھے اچھی جگہ پر بٹھایا۔ لیکن میں نے بڑے انکسار کے ساتھ نیچے بیٹھ کر کہا —— "مجھے معاف کیجئے میں نیچے درجہ کا آدمی ہوں۔ مجھے نوکروں کے ہی درجہ میں بیٹھنے دیجئے ——" امیر نے کہا۔ "آپ یہ کیا کہتے ہیں —— ؟ اگر آپ میرے سر اور آنکھوں پر بیٹھیں تو مجھے انکار نہیں —— خیر —— ! میں بیٹھ گیا۔ اور اِدھر اُدھر کی بات چیت کے بعد جب میرے دوستوں کا ذکر آیا تو میں نے پوچھا —— "حضور نے ایسی کیا خامی دیکھی جو حضور کو ان بوڑھوں سے اتنی نفرت ہو گئی —— ؟ صرف خدا ہی ایسا رحم دل اور نیک ہے جو غلطیاں دیکھ کر بھی روزی بند نہیں کرتا —— !" اس امیر کو یہ بات بھلی معلوم ہوئی اور اس نے میرے دوستوں کی امداد پھر شروع کر دی۔ اور جو کچھ باقی تھا وہ بھی چکا دینے کا حکم دے دیا۔ میں نے اس کی فراخ دلی کی تعریف کی اور اپنی گستاخی کے لئے معافی مانگی۔ چلتے وقت میں نے کہا —— "کعبہ کی زیارت سے لوگوں

کی دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اس نے بہت سے لوگ وہاں جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔
پس آپکو بھی ہمارے جیسے لوگوں کی درخواست پر دھیان دینا چاہیئے۔ جس درخت
پر پھل نہیں ہوتا۔ اس پر کوئی پتھر نہیں مارتا۔"

کسی شہزادے کو باپ کے مرنے پر بہت سی دولت ملی۔ اس نے
اپنی فراخ دلی کا ثبوت دینے کے لئے اپنی رعایا اور فوج کو بے شمار انعام واکرام
دیا۔

اگر کی بنی ہوئی طشتری سے خوشبو نہیں نکلتی۔ اسے آگ پر رکھو
تو عنبر کی مہک آنے لگے ۔۔۔۔۔ اگر تم بلند مقام چاہو تو سخی بنو ۔۔۔۔۔ درباریوں
میں سے ایک نے نصیحت کرنے کے ڈھنگ سے کہا ۔۔۔۔۔ "آپ کے آباواجداد
نے اس خزانے کو بڑی محنت سے جمع کیا تھا۔ اور کسی ضرورت کے وقت کے لئے
اکٹھا کر کے رکھا تھا۔ پس آپ اپنی فراخ دلی اور سخاوت کو روکیئے کیونکہ آپ
کے آگے غریب و بیکس آتا ہے اور پیچھے دشمن لگے ہوئے ہیں۔ آپ کو اس طرح
ضرورت کے وقت کام میں آنے والی دولت کو کھو دینا مناسب نہیں۔ اگر آپ اپنے
خزانے سے سب لوگوں کو ایک ایک دانہ بھی دینے لگیں تو ہر ایک خاندان کے ایک
آدمی کے حصہ میں ایک دانے سے زیادہ نہ آئے گا۔ آپ ہر شخص سے ایک ایک دانہ
چاندی کا کیوں نہیں لیتے۔ جس سے آپ کے لئے روز ایک خزانہ تیار ہو جائے۔"
یہ بات شہزادے کے مزاج کے خلاف تھی۔ وہ اس بات سے چڑ گیا اور کہنے لگا۔
"خدا نے مجھے ان لوگوں کا بادشاہ اس لئے بنایا ہے کہ میں آپ کا نام پاؤں اور

سخاوت کر دی۔ میں خزانے کا پہرہ دینے کے لئے سنتری نہیں ہوں۔ قارون جس کے پاس چالیس کوٹھے دولت سے بھرے ہوئے تھے۔ ختم ہو گیا۔ لیکن نوشیرواں مر کر بھی مرا نہیں ـــــ وہ زندہ جاوید ہو گیا۔"

کہتے ہیں کہ نوشیرواں کسی وقت شکار کو گیا تھا۔ جب وہ شکار میں مارے ہوئے جانوروں کو پکانے لگا۔ تو پاس نمک نہ نکلا۔ قریب کے گاؤں میں نمک لانے کے لئے نوکر بھیجا گیا بادشاہ نے حکم دیا کہ نمک کی قیمت ادا کر دی جائے۔ جس سے بنا قیمت ادا کئے چیز دینے کا رواج شروع نہ ہو جائے اور گاؤں اجاڑ نہ ہو جائے۔ لوگوں نے کہا ــــــ "اس حقیر چیز سے کیا نقصان ہو گا ــــــ ؟" بادشاہ نے جواب دیا ــــــ "ظلم دنیا میں تھوڑا تھوڑا کر کے ہی پیدا ہوا تھا۔ جسے ہر ایک نو وارد نے بڑھایا ہے۔ جس سے وہ اس درجہ تک بڑھ گیا ہے۔ اگر بادشاہ کسی کسان کے باغ سے ایک سیب کھاتا ہے تو اس کے نوکر جا کر درختوں کی جڑیں اکھاڑ ڈالتے ہیں۔ اگر بادشاہ پانچ انڈے زبردستی چھین لینے کا حکم دیتا ہے تو اس کے سپاہی ہزاروں پرندوں کو چھین لیتے ہیں۔ ظالم اس دنیا میں نہیں رہتے لیکن دنیا کی لعنتیں ہمیشہ ان پر برستی رہتی ہیں۔"

میں نے سنا ہے کہ کسی تحصیلدار نے بادشاہ کا صندوق بھرنے کے لئے

رعایا کے گھر اجاڑ دیئے۔ اس نے بزرگوں کی اس کہاوت پر دھیان نہیں دیا۔

"جو انسان کسی دوسرے انسان کو خوش کرنے کے لئے خدا کو ناخوش کرتے ہیں

خدا اسی انسان کو اسے ختم کرنے کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔"

رنجیدہ دل کی آہ سے جتنا دھواں نکلتا ہے اتنا جولی کی جھاڑی

سے کبھی نہیں نکلتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ شیر جانوروں کا بادشاہ ہے اور گدھا سب

سے نیچے درجے کا جانور ہے۔ لیکن بزرگوں کی رائے میں وزن اٹھانے والا گدھا

جنگل کے شہنشاہ شیر سے اچھا ہے۔ بے چارہ گدھا سیدھے وقوف ہونے پر

بھی وزن ڈھونے کیلئے قیمتی ہے ——— محنتی بیل اور گدھا ان انسانوں سے

اچھے ہیں جو دوسروں کو تکلیف پہنچایا کرتے ہیں۔

بادشاہ نے اس کی بدچلنی کی بات سنکر اسے پھانسی پر لٹکا

دینے کا حکم دیا۔

"جب تک تم رعایا کا دل جیتنے کی ترکیب نہیں (کرو گے) تب تک تم

بادشاہ کو خوش نہ کر سکو گے۔" اگر تم خدا کی نیکی کے خواہشمند ہو۔ تو تم اس کی

"تخلیق" کے ساتھ بھلائی کرو۔ ایک شخص جس پر اس نے ظلم کیا تھا اس کو پھانسی

کی سزا کے وقت ادھر سے نکلا۔ اور کہنے لگا ——— "وزارت کی طاقت اور

اپنے بلند مرتبہ کے زعم میں کوئی شخص دوسروں کو تکلیف دیکر اس کی دولت ہضم نہیں

کرسکتا۔ اگر تم کبھی ہڈی نگل جاؤ گے تو وہ پیٹ میں جاکر انکا پھٹے گی اور پیٹ

پھاڑ ڈالے گی۔"

لوگ ایک قصہ کہتے ہیں۔ کسی ظالم نے ایک درویش کے سر پر پتھر
پھینکا۔ درویش میں اس سے بدلہ لینے کی ہمت نہ تھی۔ اس واسطے اس نے اس
پتھر کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اتفاق سے اس شخص سے ایک روز بادشاہ ناراض
ہو گیا اور اسے گڑھے میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ اس وقت وہ فقیر وہاں
آیا اور اس نے اس ظالم کا سر اسی طرح اس پتھر سے چور چور کر دیا۔ اس پر
اس ظالم نے کہا:——

"تو کون ہے اور تو نے یہ پتھر میرے سر پر کیوں پھینک کر مارا
ہے ——؟" فقیر نے جواب دیا——

"میں فلاں شخص ہوں —— اور یہ وہی پتھر ہے جو تم نے فلاں
دن میرے سر پر پھینک کر مارا تھا۔" ظالم نے کہا —— "اب تک تم
کہاں تھے ——؟" فقیر نے جواب دیا —— "میں تمہارے مرتبے
سے ڈرتا تھا۔ لیکن اب تمہیں گڑھے میں دیکھ کر تم سے بدلہ لینے کا اچھا موقعہ سمجھتا
ہوں۔" نالائق آدمی جب بلند مرتبہ پر ہو تو عقلمند آدمی اس کی عزت کرنے میں
ہی اپنی عقلمندی سمجھتے ہیں۔

جبکہ تمہارے ناخن چیرنے کے لئے کافی تیز نہ ہوں تب دوسروں
سے جھگڑا کرنا عقلمندی نہیں۔

جو فولادی پنجہ سے قبضہ لڑاتا ہے وہ اپنی ہی کلائی کو چوٹ
پہنچاتا ہے۔ چاہے وہ چاندی کی ہی کیوں نہ ہو۔ اس وقت کا انتظار کرو جبکہ
قسمت اس کے ہاتھ نہ باندھ دے۔ وقت پر تم اپنے دوستوں کو خوش کرنے
کے لئے اس کا بھیجا نکال سکتے ہو۔

کسی بادشاہ کو ایک موذی مرض تھا۔ جس کا علاج نہ ہو پاتا تھا۔
کئی یونانی حکیموں نے مل کر رائے دی کہ ایک خاص طرح کے آدمی کے خونِ جگر کے
سوائے بیماری کا اور کوئی علاج نہیں ہے۔ بادشاہ نے اس طرح کے آدمی کی
تلاش کا حکم دیا۔ لوگوں نے ایک کسان کے لڑکے میں یہ خصوصیت موجود پائی۔
بادشاہ نے اس لڑکے کے ماں باپ کو بلوایا اور انہیں بہت سا انعام دے کر
رضامند کر لیا۔ قاضی نے یہ فیصلہ کیا کہ بادشاہ کو بیماری سے آرام کرنے کیلئے
ایک رعایا کا خون بہانا ناانصافی نہیں ہے۔ جب جلاد نے اس کے مارنے کی تیاری
کی تو وہ بچہ آسمان کی طرف دیکھ کر ہنسا۔ بادشاہ نے اس بچے سے پوچھا۔
"اس حالت میں ایسی کیا بات ہوئی جو تجھے خوشی ہوئی ——؟"
اس نے جواب دیا —— "بچے ماں باپ کی محبت پر قناعت
کرتے ہیں۔ مقدموں کی سنوائی قاضی کرتا ہے۔ انصاف کی توقع بادشاہ سے کی جاتی
ہے۔ میرے ماں باپ کا دماغ دنیا کی کھوکھلی باتوں سے خراب ہو گیا ہے کہ
وہ میرا خون بہانے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ قاضی نے مجھے سزائے موت کا حکم دے
دیا ہے۔ اور بادشاہ اپنی صحت کی حفاظت کے لیے مجھے مار ڈالنے پر رضامند
ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں اب خدا کے سوائے کس کی پناہ میں جاؤں ——؟"
بادشاہ اس بات کو سن کر بہت رنجیدہ ہوا اور آنکھوں میں
آنسو بھر کر بولا —— "بے قصور انسان کا خون بہانے سے میرا ہی مر جانا
اچھا ہے۔" بادشاہ نے اس بچے کی پیشانی اور آنکھیں چوم کر گلے سے لگایا اور
اس کو بہت سا انعام دیکر چھوڑ دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ بادشاہ اسی وقت تندرست
ہو گیا۔ اس قصے سے متعلق مجھے ایک اور واقعہ یاد آ گیا ہے —— ایک نیل
دان نے دریائے نیل کے کنارے کہا تھا —— "اگر تمہیں اپنے پاؤں کے

نیچے دبی ہوئی چیونٹی کی حالت پتہ نہ ہو تو تم کو سمجھنا چاہیے کہ چیونٹی کی ویسی ہی حالت ہے جیسی ہاتھی کے پاؤں کے نیچے دبنے پر تمہاری ہو ۔!"

عمر الحسن کے غلاموں میں سے ایک غلام بھاگ گیا ۔ ایک آدمی اس کے پکڑنے کے لئے بھیجا گیا ۔ وہ لے آیا ۔ غلام کی وزیر سے دشمنی تھی ۔ وزیر نے غلام کو سزائے موت دی ۔ غلام نے عمر الحسن پر طعن و تشنیع کی اور کہا ۔۔۔۔

"آپ جو کچھ کریں وہی انصاف ہے ۔ مالک کی سزا کے سامنے غلام کا کیا عذر چل سکتا ہے ۔ لیکن یہ دیکھیے کہ میں نے آپ کے گھر میں پرورش پائی ہے میں نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن میرے خون کا الزام آپ کے سر پر لگایا جائے ۔ اگر آپ نے غلام کی جان لینے کا ہی منصوبہ ٹھان لیا ہے تو مجھے انصاف کے عین مطابق ماریئے ۔ تاکہ قیامت کے دن آپ کو جھگڑا کیا ان نہ سہنی پڑیں ۔"

بادشاہ نے پوچھا ۔۔۔۔ "مجھے یہ کام کس طرح کرنا چاہیئے ؟"

اس نے جواب دیا ۔۔۔۔ "مجھے وزیر کو مار ڈالنے کی اجازت دیجیے ۔ پھر اس کے عوض میں مجھے مار ڈالیے ۔ تب آپ کا مجھے مار ڈالنا انصاف کے مطابق ہوگا ۔"

بادشاہ ہنسا اور اس نے وزیر سے پوچھا کہ تیری رائے میں اب کیا کرنا چاہیئے ۔

وزیر نے جواب دیا ۔۔۔۔ "اے مالک ۔۔۔! اپنے والد بزرگوار کے مزار کی پرستش کے طور پر اس غلام کو چھوڑ دیجئے ۔۔۔۔ کہ اس سے میری جان آفت

میں نہ پھنسے ـــــ قصور میرا ہی ہے ـــــ کیونکہ میں نے بزرگوں کے اس قول کا خیال نہیں کیا ۔ "اگر کوئی شخص مٹی کے ڈھیلے پھینکنے والے کے ساتھ لڑتا ہے تو اپنی بے وقوفی سے اپنے ہی سر کو توڑتا ہے ۔ جب تم اپنے دشمن پر گولی چلاؤ تو اس کے نشانے سے بھی بچنے کا خیال رکھو ۔"

•

ایک بادشاہ کے یہاں ایک بڑا ہی نیک اور ملنسار وزیر تھا ۔ وہ لوگوں کے سامنے ہونے پر ان سے نہایت تہذیب سے پیش آتا تھا ۔ اور ان کی غیر حاضری میں ان کی تعریف و توصیف کرتا تھا ۔ اتفاق سے اس کے کسی کام سے بادشاہ ناراض ہو گیا ۔ اس نے برا بھلا کہہ کر اسے سزا دینے کا حکم دیا ۔ حکومت کے کارندوں نے اس کے پہلے احسانوں کا خیال کر کے اس حالت میں اس کے تئیں فرمانبرداری کا اظہار کرنا ہی اپنا فرض سمجھا ۔ اس لئے جب تک وہ ان کے پاس مقید رہا تب تک وہ لوگ اس کے ساتھ بڑی تہذیب اور اخلاق کے ساتھ پیش آئے ۔ نہ تو اس کے ساتھ سختی ہی کی ۔ اور نہ کسی کو گالی گلوچ کرنے دیا ۔

"اگر تم اپنے دشمن سے میل رکھنا چاہتے ہو ۔ تو دشمن جب کبھی تمہاری پیٹھ پیچھے برائی کرے تو تم بدلے میں اس کے منہ کے سامنے اس کی تعریف و توصیف کرو ۔"

وہ بادشاہ کے لگائے ہوئے کچھ الزامات سے تو رہائی پا گیا ـــــ لیکن کچھ باقی الزامات کے لئے جیل کاٹتا رہا ۔ کسی پڑوسی بادشاہ نے اس کے پاس خفیہ طور پر یہ اطلاع بھیجی ۔

"اس طرف کے بادشاہ اوصاف کی قدر کرنا نہیں جانتے — اس سے تمہاری بے عزتی کی گئی ہے۔ اگر ایسا فرشتہ صفت انسان ہم لوگوں کی پناہ میں آ جاتا تو اس کے اوصاف کی وجہ سے اس کی پوری پوری عزت کریں۔ اور ہر ممکن طریقے سے اس کو خوش رکھنے کی کوشش کریں۔ پس اگر تم یہاں آ جاؤ تو حکومت کی باگ ڈور تمہیں دے کر اپنے تئیں عزت کا مقام سمجھیں" وزیر خط کا مضمون سمجھ گیا۔ اس نے اپنی موجودہ پریشان حالی پر غور کیا۔ اور اس خط کے پیچھے اپنی سمجھ کے مطابق چھوٹا سا جواب لکھ کر بھیج دیا۔ بادشاہ کے کسی ملازم کو یہ بات معلوم ہو گئی انھوں نے بادشاہ کو اطلاع دی اور کہا۔

"جس کو آپ نے قید کی سزا دی ہے وہ پڑوسی بادشاہ سے خط کتابت کرتا ہے۔" بادشاہ ناراض ہو گیا اور اس معاملہ کی چھان بین کرنے کا حکم دیا — لوگوں نے خط لیجانے والے کو پکڑ لیا۔ اور اس خط کو پڑھا۔ جس کی پشت پر یہ لکھا ہوا تھا۔

"جتنی تعریف کی گئی ہے۔ اس کے لائق یہ تابعدار نہیں ہے۔" کچھ آپ لوگوں نے لکھا ہے وہ قبول کرنا میرے لئے ناممکن ہے کیونکہ اس کے نامی گرامی گھر میں میری پرورش ہوئی ہے۔ اس کے خیالات میں ذرا سا فرق آنے سے میں اس کا احسان فراموش نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کہاوت ہے —

"جس نے تمہارے برابر بھلائی کی۔ اگر اس سے زندگی میں تمہاری ایک برائی بھی ہو جائے تو اسے معاف کرو۔"

بادشاہ نے اس کی بھلمنسی کی تعریف کی اور خلعت و انعام و اکرام دیا۔ اور پھر اس سے معافی مانگتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے غلطی ہوئی۔ جو میں نے تم جیسے بے قصور کو تکلیف دی۔"

وزیر نے جواب دیا ــــــ "حضور ــ ! یہ تابعدار آپ کو اس

معاملہ میں قصوروار نہیں سمجھتا۔ کیونکہ خالقِ دوجہاں کو ہی مجھے آفت میں ڈالنا تھا۔

یہ بھی اچھا ہوا کہ یہ تکلیف اس تابعدار کو ایک ایسے شخص کے ہاتھوں ہوئی جو نجانے

کب سے مجھ پہ اپنے احسانوں کا بوجھ لادے ہوئے ہے ۔"

اگر آدمی تجھے دکھ دے رنج مت کر۔ کیونکہ سکھ اور دکھ دینا

انسان کے ہاتھ کی بات نہیں ہے۔ اس بات کو یاد رکھو کہ دوست اور دشمن سے بُرے

بھلے برتاؤ کرانے والا صرف خدا ہی ہے۔ کیونکہ وہی دونوں کے دلوں پر حکومت رکھنے

والا ہے ۔ اگرچہ تیر کمان سے چھوٹتا ہے۔ پھر بھی جو عقلمند ہے، وہ تیر انداز کی طرف

ہی دیکھتا ہے ۔

عرب کے کسی بادشاہ نے اپنے وزیروں کو کسی شخص کی تنخواہ دوگنی

کر دینے کا حکم دیا۔ کیونکہ وہ شخص ہمیشہ حاضر رہتا تھا۔ اور اپنے فرائض کی

تکمیل کا خیال رکھتا تھا۔ جبکہ دوسرے درباری فضول خرچ، عیاش۔ اور

اپنے کام کی طرف سے لاپرواہی کرنے والے تھے ۔ ایک چالاک شخص نے یہ بات

سن کر کہا کہ خدا کے دربار میں بھی اس طرح بلند مرتبے دیئے جاتے ہیں۔

اگر کوئی شخص دو دن تک نہایت ہوشیاری سے بادشاہ کی

خدمت کرتا ہے تو وہ تیسرے دن یقیناً بادشاہ کا منظورِ نظر بن جاتا ہے ۔ خدمت

گذاری سے انسان برا بنتا ہے ۔ لیکن خدمت گذاری نہ کرنے سے نکالا جاتا ہے ۔

جو سچا انسان ہوتا ہے وہ اپنی پیشانی خدمت گذاری کے در پر رکھتا ہے ۔

لوگ ایک ظالم کی کہانی کہتے ہیں۔ جو غریبوں سے زبردستی لکڑیاں خریدا کرتا اور امیروں کو تھوڑے داموں میں دیا کرتا تھا۔ ایک انصاف پسند انسان نے ادھر سے نکلتے ہوئے کہا ——

"تم سانپ کے مانند ہو —— جو جسے دیکھتا ہے اسے ہی کاٹتا ہے۔ یا الو کی طرح ہو جو جہاں بیٹھتا ہے وہیں کھودتا ہے اگرچہ تم اپنی ناانصافی کے لئے تم لوگوں سے بغیر سزا پائے بچ سکتے ہو۔ لیکن خدا کی نظر سے تمہاری ناانصافی چھپی نہیں رہ سکتی۔ اس دنیا کے باشندوں کو مت ستاؤ۔ ایسا کام کرو جس سے لوگوں کی آہ خدا تک نہ پہنچیں۔ ظالم اس کی باتیں سن کر ناراض ہوا —— اور اس نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ایک دن رات کے وقت اس کے باورچی خانے سے اس کی لکڑیوں کے گودام میں آگ لگ گئی۔ اس کا تمام مال اسباب جل گیا۔ اس کا گھر بچھونا راکھ کا ڈھیر بن گیا۔

اتفاق سے وہی انصاف پسند ادھر سے نکلا۔ اور اس نے ظالم اپنے دوستوں سے یہ کہتے سنا —— "میں نہیں جانتا کہ یہ آگ میرے گھر میں کہاں سے پڑی —" اس انصاف پسند نے جواب دیا۔

"غریبوں کے دلوں کے دھوئیں سے —!"

"تکلیف زدہ لوگوں کی ہائے سے ہوشیار رہو —— کیونکہ اندرونی گھاؤ آخر کھل کے رہے گا۔ کسی ایک دل کو بھی ہرگز نہ ستاؤ۔ کیونکہ ایک آہ میں بھی دنیا کو الٹ دینے کی طاقت ہے۔

کیخسرو کے تاج پر مندرجہ ذیل تحریر لکھی ہوئی تھی ——

"نہ معلوم میرے مرنے کے بعد کتنی مدت تک اور کتنی عمروں تک لوگ میری قبر کے اوپر سے گزرتے رہیں۔ یہ بادشاہت ہاتھوں ہاتھ مجھے ملی اور اسی طرح دوسروں کے

ہاتھ میں جائے گی۔!"

ایک شخص فن کشتی میں ماہر تھا۔ وہ اس فن کے تین سو ساٹھ اچھے
پینترے اور پیچ جانتا تھا۔ اور روزانہ کوئی نہ کوئی نئی بات دکھایا کرتا تھا۔ لیکن اپنے
شاگردوں میں سے ایک خوبصورت جوان سے سچی محبت کرنے کی وجہ سے اس نے اسے
تین سو انسٹھ داؤ پیچ سکھا دیئے تھے اور صرف ایک داؤ اپنی ذات کے لئے چھپا رکھا
تھا۔ وہ جوان طاقت اور کشتی کے فن میں اتنا بڑھ گیا کہ کوئی اس کا سامنا نہ کرسکتا
تھا ــــ!

ایک دن وہ بادشاہ کے سامنے شیخی مارنے اور کہنے لگا کہ میں اپنے
استاد کو صرف ان کی عمر کی زیادتی کے لحاظ سے اور یہ سمجھ کر کہ وہ میرے استاد
ہیں اپنے سے بلند رکھنا چاہتا ہوں ــــ
ورنہ دراصل میں ان سے طاقت میں کم نہیں ہوں۔ اور داؤ پیچ میں
تو ان کے برابر ہی ہوں۔" بادشاہ کو اس جوان کی خود نمائی اچھی نہ لگی۔ اس نے
ان دونوں کی قابلیت کا امتحان لینے کا حکم دیا۔

اس کام کے لئے ایک لمبی چوڑی جگہ ٹھیک کی گئی ــــ سلطنت
کے وزیر اور دوسرے امیر امراء جمع ہوئے ۔ وہ جوان مست ہاتھی کی طرح جھومتا
ہوا اس طرح اکھاڑے میں داخل ہوا کہ اگر اس وقت اس کے سامنے لوہے کا
پہاڑ بھی آتا تو وہ اسے بھی جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ۔ استاد کو یہ معلوم تھا کہ جوان
میں مجھ سے زیادہ طاقت ہے ۔ اس لئے انہوں نے اس پر وہی داؤ چلایا جو اس نے

اپنے لئے چھپا رکھا تھا۔ جوان اس داؤ کی کاٹ نہ جانتا تھا۔ استاد نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر زمین سے اٹھا لیا۔ اور اپنے سر سے اونچا اچھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ سب لوگ واہ واہ کرنے لگے۔ بادشاہ نے استاد کو خلعت اور روپیہ انعام میں دینے کا حکم دیا۔ اور اس جوان کو اپنے محسن کے ساتھ مقابلہ کرنے اور اپنی خواہش میں کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے برا بھلا کہا اور دھتکارا۔

جوان نے کہا: "اے بادشاہ! استاد نے مجھ پر اپنی طاقت یا جوانمردی کے بل پر فتح نہیں پائی ہے۔ بلکہ کشتی کے ایک چھوٹے سے پیچ سے مجھے شکست دی ہے۔ یہ مذکورہ پیچ انہوں نے مجھ سے چھپا رکھا تھا۔ اور مجھے نہیں سکھایا تھا۔"

استاد نے کہا: "میں نے اس پیچ کو آج کے جیسے موقعہ کے لئے ہی بچا رکھا تھا۔ کیونکہ بزرگوں کا قول ہے۔ اپنے دوستوں کے ہاتھوں میں اتنے مت ہو جاؤ کہ اگر وہ کبھی دشمن ہو جائے تو تمہیں ختم نہ کر سکے۔"

کیا تم نے اس شخص کی بات نہیں سنی جو اپنے شاگرد کے ہاتھوں بے عزت ہوا تھا۔ یا تو دنیا میں کبھی خلوص تھا ہی نہیں۔ یا اس زمانے میں کوئی خلوص سے کام نہیں دیتا۔ ایسا کوئی آدمی نہیں ہے کہ جس کو میں نے تیر اندازی سکھائی ہو اور بالآخر اس نے مجھ ہی پر نشانہ نہ لگایا ہو۔

تنہائی پسند فقیر کسی جنگل کے کونے میں رہتا تھا۔ بادشاہ ادھر ہو کر نکلا۔ تنہائی صبر و سکون کا مرکز ہے۔ اس لئے فقیر نے بادشاہ کو دیکھ کر نہ تو

سر اٹھایا اور نہ کسی طرح کے خاص احترام کا مظاہرہ کیا۔ بادشاہ کو اپنے بلند مرتبہ کا خیال آگیا۔ اس لئے اس نے چڑ کر کہا۔

"ایسے چیتھڑ پوش فقیر جنگلی جانوروں کی مانند ہوتے ہیں۔"

بادشاہ کے وزیر نے فقیر سے کہا —— "اس دنیا کا بادشاہ جب تمہارے پاس سے ہو کر نکلا، تب تم نے اس کا عزت و احترام کیوں کیا —؟ عزت و احترام تو خیر تم نے ظاہری وضعداری بھی نہ برتی۔"

فقیر نے جواب دیا —— "دنیا کے بادشاہ سے کہہ دو کہ وہ یہی خوشامد کی امید اس شخص سے کرے جو کچھ احسان چاہتا ہے۔ اور اس سے یہ بھی کہہ دو کہ بادشاہ اپنی رعایا کی حفاظت کے لئے ہے۔ آج تم کسی کو آنند و چین کرتے اور کسی کو نہایت صبر و سکون سے محنت مزدوری کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔ لیکن چند روز میں ہی گھمنڈیوں کا دماغ مٹی میں مل جائے گا۔ جب وقت قسمت کا قول پورا ہو جاتا ہے۔ اس وقت مالک اور نوکر میں بھید نہیں رہتا۔ اگر کوئی شخص قبر کھودے تو یہ نہ کہہ سکے گا کہ یہ امیر ہے اور وہ غریب ——!"

فقیر کی بات کا بادشاہ پر بہت اثر ہوا۔ اس نے پوچھا "تم کیا چاہتے ہو —؟"

فقیر نے جواب دیا —— "میں صرف یہی چاہتا ہوں کہ مجھے پھر کبھی ایسی تکلیف نہ دیجئے گا۔"

ایک بادشاہ نے کسی بے قصور شخص کو سزائے موت کا حکم دیا۔

اسلئے کہا۔

"اے بادشاہ ——! آپ اپنا غصہ مجھ پر اتار کر اپنی تکلیف کا

بیج نہ بویئے۔"

بادشاہ نے کہا —— "میں تکلیف کا بیج کس طرح بوتا ہوں۔"

اس نے جواب دیا —— "میری تکالیف کا خاتمہ تو لمحہ بھر میں

ہو جائے گا۔ لیکن اس کا پاپ تمہارے پر ہمیشہ بنا رہے گا۔ زندگی کا وقت جنگل

کی ہوا کی طرح گزر جائے گا۔ بدصورتی۔ خوبصورتی۔ حسن دلکشی سب کا خاتمہ ہو جائیگا۔

ظالم سمجھتا ہے کہ وہ ہم پر ظلم کرتا ہے۔ لیکن اس کا ظلم ہم سے گزر کر اس کی گردن پر

رہ جاتا ہے۔" یہ بات سن کر بادشاہ بہت متاثر ہوا۔ اس نے اس کی جان بخش

دی اور اس سے معافی مانگی ——!

نوشیرواں کے وزیر سلطنت کے اشد ضروری مسائل پر تبادلہ

خیالات کر رہے تھے۔ ہر شخص نے اپنی قابلیت کے مطابق مفید مشورے دیئے۔ اس

طرح بادشاہ نے بھی اپنی رائے دی۔ وزیر اعظم نے بادشاہ کی رائے پسند کی۔ دوسرے

وزراء نے وزیر اعظم سے تنہائی میں پوچھا کہ آپ نے اتنے عقلمندوں کے مقابلہ میں

بادشاہ کی رائے کیوں پسند کی۔ اس نے جواب دیا۔

"کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہوگا۔ ہر انسان کی رائے خدا پر منحصر ہے

کون جانتا ہے کہ میری رائے کا نتیجہ اچھا نکلے گا یا برا۔ اس لئے بادشاہ کی رائے

کی تائید کرنا ہی اچھا ہے۔ اگر برا حادثہ پیش آئے گا۔ تو میں فرمانبرداری کا آسرا

لیکر خود کو جھڑکیوں سے بچا سکوں گا۔ جو لوگ بادشاہ کی رائے سے اپنی رائے

مخالف رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اپنے ہی خون میں ہاتھ دھوتے ہیں۔ اگر بادشاہ دن کو رات کہے تو عقل مند کو چاہیئے کہ وہ کہے دیکھئے وہ چاند اور کہکشاں ہے — !"

ایک فریبی اپنے بالوں کو لپیٹ کر خود کو علی کی اولاد بتاتا ہوا۔ حاجیوں کے گروہ کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ اس نے خود کو مکہ کا مسافر بتایا۔ اور ایک تحفہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ جیسے وہ اپنا بنایا ہوا کہتا تھا۔ ایک درباری نے جو اسی سال زیارت کر کے لوٹا تھا۔ کہا —

"میں نے اسے عید الضحیٰ پر بصرے میں دیکھا تھا۔ پھر یہ حاجی کس طرح ہو سکتا ہے — ؟"

ایک اور درباری کہنے لگا — "اس کا باپ عیسائی ہے اور وہ بغداد میں رہتا ہے — یہ حسب و نسب سے پاک کیسے ہو سکتا ہے —!" بادشاہ نے حکم دیا "اسے سزا دیکر باہر نکلوا دو۔ اور اس سے یہ پوچھو کہ تو نے اتنا جھوٹ کیوں بولا — ؟"

اس نے جواب دیا — "اے حاکم دو جہاں — ! میں ایک بات اور کہوں گا۔ اگر وہ بات سچ نہ ہو تو آپ جو سزا دیں گے میرے لئے وہی ٹھیک ہوگا۔" بادشاہ نے پوچھا — "وہ کیا بات ہے — ؟"

اس نے جواب دیا — "اگر کوئی دودھ دہی فروش آپ کے پاس چھاچھ لاتا ہے تو اس میں دو حصّے پانی اور ایک حصّہ دہی رہتا ہے۔ پس

اگر اس غلام نے کوئی بات نادانستہ طور پر کہی تو اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔ کیونکہ مسافر بہت جھوٹ بولا کرتے ہیں ۔۔۔!"

بادشاہ نے کہا ۔۔۔۔۔ "اس نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ سچی بات نہیں کہی ہے۔ پس یہ جو کچھ مانگتا ہے۔ اسے وہی دیا جائے۔!"

کہتے ہیں کہ ایک وزیر اپنے سے نیچے لوگوں پر بہت مہربانی رکھتا تھا ۔۔ اور ہر شخص کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتا تھا۔ ایک وقت جب بادشاہ اس سے ناراض ہو گیا تو سب لوگوں نے مل کر اسے چھڑانے کی کوشش کی۔ اور جن لوگوں کی ماتحتی میں وہ قید کیا گیا تھا ان سب لوگوں نے اسے بالکل تکلیف نہ ہونے دی۔ دوسرے امیر امراء نے بادشاہ کے سامنے اس کی تعریف و توصیف کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے اس کا قصور معاف کر دیا۔ ایک نیک آدمی کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے کہا ۔۔۔۔۔

"اپنے دوستوں کو خوش کرنے کے لئے اپنے باپ دادا کا باغیچہ بیچ دو ۔۔۔۔ اپنا چاہنے والے کے باورچی خانے کے لئے گھر کا سامانِ آرائش جلا دینا بھی مناسب ہے۔ کیونکہ ایک ٹکڑا روٹی دے کر کتے کا منہ بند کر دینا ہی اچھا ہے۔"

ہارون رشید کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا غصہ میں لال پیلا ہو کر اپنے باپ کے پاس گیا اور اس سے شکایت کی کہ فلاں افسر کے بیٹے نے میری ماں کے بارے میں نازیبا باتیں کہی ہیں۔ ہارون نے اپنے وزیروں سے پوچھا کہ ایسے قصور کی کیا سزا ہونی چاہیئے۔

ایک نے کہا اسے جان سے مروا ڈالیئے۔ دوسرے نے کہا اس کی زبان کاٹ لیجئے۔ تیسرے نے کہا کہ اس پر جرمانہ کرنا چاہیئے۔ اور جلاوطن کر دیجئے —

ہارون نے کہا — "میرے عزیز بیٹے — ! اسے معاف کر دو! اگر تم میں معاف کرنے کی استطاعت نہیں ہے۔ تو تم بھی بدلے میں اس کی ماں کو گالی دے لو — لیکن بدلے کی حدود سے تجاوز کر جاؤ گے تو ہم ہی الٹے گنہگار بنیں گے۔"

عقل مندوں کی رائے میں وہ شخص بہادر نہیں ہے جو غصہ کی حالت میں کبھی منہ سے بے جا بات نہیں نکالتا۔ ایک بدذات نے کسی کو گالیاں دیں۔ اس نے گالیاں سہہ لیں اور کہا کہ یہ ہونہار جوان ہے۔ ہم میں کیا کیا خامیاں ہیں اس بات کو جتنا ہم جانتے ہیں اتنا دوسرا نہیں جان سکتا۔

میں کچھ نیک آدمیوں کے ساتھ کشتی پر بیٹھا تھا۔ اس وقت ہم لوگوں کے پاس ایک جہاز ڈوبا۔ اور دو بھائی بھنور کے بیچ پڑ گئے۔ ایک ساتھی نے ملاح سے کہا — "اگر تم ان دونوں بھائیوں کی جان بچاؤ تو میں تمہیں ایک سو دینار انعام دوں گا۔" ملاح نے ان میں سے ایک کو بچا لیا۔ لیکن دوسرا مر گیا۔

میں نے کہا ——— "سچ پوچھئے تو اس کی زندگی ہی نہیں تھی - اس سے وہ پانی سے
پیچھے نکالا گیا۔" ملاح ہنس کر بولا :——— "آپ کا کہنا سچ ہے ——— لیکن
دوسرے انسان کے بارے میں میں کچھ اور ہی کہنا چاہتا تھا - کیونکہ ایک وقت
جب میں جنگل میں چلتا چلتا تھک گیا تب اس نے مجھے اپنے اونٹ پر چڑھا لیا -
اور دوسرے انسان نے مجھے کوڑوں سے مارا تھا۔" میں نے جواب دیا -
"سچ مچ خدا بڑا منصف ہے - اس سے جو دوسروں کا بھلا کرتا
ہے بھلائی ملتی ہے - اور جو دوسروں کے ساتھ برائی کرتا ہے اسے برائی ہی ملتی ہے۔"

دو بھائی تھے ان میں سے ایک بادشاہ کی نوکری کرتا تھا - اور دوسرا
محنت مزدوری کر کے گزر اوقات کیا کرتا تھا - ایک روز امیر بھائی نے اپنے غریب
بھائی سے کہا :-
"تم بادشاہ کی نوکری کیوں نہیں کرتے ——— کہ جس سے اتنی
محنت اور تکلیفوں سے چھٹکارہ پا جاؤ۔"
اس نے جواب دیا ——— "تم کچھ کام کیوں نہیں کرتے جو
غلامی سے چھٹکارہ پا جاؤ - ؟"
بزرگوں کا قول ہے ——— کہ محنت سے کما کر روٹی کھانا اور آرام
سے بیٹھنا اچھا ہے - لیکن سونے کے کمربند پہن کر تابعداری کے لئے کھڑے رہنا اچھا
نہیں - امراء کی خدمت کے لئے ہاتھوں کو سینے پر رکھے رہنے کی بجائے ان سے
چونا بجری تیار کرنے کا کام لینا اچھا ہے - یہ قیمتی زندگی انہی باتوں کی فکر میں

گزر جاتی ہے کہ گرمی کے موسم میں کیا کھاؤں گا۔ اور جاڑے میں کیا پہونگا۔ اے پیٹ ــــ!! ایک ہی روٹی میں صبر کر لے کہ جس سے تجھے غلامی میں جھکنا نہ پڑے۔

عادل نوشیرواں کے پاس کوئی خبر لایا کہ خدا کی مہربانی سے آپکا فلاں دشمن مر گیا۔ بادشاہ نے پوچھا ــــ "کیا تم نے کبھی سنا ہے کہ خدا کسی ترکیب سے میری جان بچا سکے گا۔ اپنے دشمن کی موت سے مجھے خوشی نہیں ہو سکتی کیونکہ خود میری زندگی لافانی نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ کسی نہ کسی دن مجھے بھی مرنا ہو گا۔!"

ایک بادشاہ کے دربار میں عقلمند لوگ کسی مسئلہ پر بحث مباحثہ کر رہے تھے۔ اسی وقت وزیر اعظم خاموش بیٹھا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ اس بحث مباحثہ میں آپ کیوں نہیں بولے۔

اس نے جواب دیا ــــ "وزیر حکیموں کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور حکیم لوگ صرف بیماروں کو ہی دوا دیا کرتے ہیں ــــ لیکن جب میں دیکھتا ہوں کہ آپ لوگوں کی رائے انصاف پر مبنی ہے تب میں اس میں اپنی رائے گھسیڑنا عقلمندی نہیں سمجھتا جب کوئی کام بنا میری دخل اندازی کے اچھی طرح ہوتا ہے تو اس وقت کچھ کہنا میں غیر مناسب سمجھتا ہوں۔ لیکن اگر میں کسی انسان کو کنوئیں کی طرف جاتے دیکھوں اور اس وقت کچھ نہ بولوں تو میں قصوردار ہو سکتا ہوں۔!"

ہارون رشید نے مصر کو فتح کرکے کہا ــــــ "اس بادشاہ کے مقابلہ
میں جو مصر کی حکومت اپنے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے غرور کرتا تھا اور کہتا تھا کہ
میں خدا ہوں، میں اس بادشاہت کو اپنے نیچے سے نیچے غلام کو دوں گا۔ اس کے پاس
قمر نامی ایک نہایت بے وقوف مصری غلام رہتا تھا۔ اس لئے وہ بادشاہت اس کو
دے دی۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب مصری کسانوں
نے اس کے پاس نالش کی کہ ہم لوگوں نے دریائے نیل کے کنارے جو روئی بوئی
تھی وہ قحط سالی کی وجہ سے ضائع ہو گئی ہے۔ تب ان کی بات سن کر ایک سمجھدار
شخص بولا ــــــ " اگر ذہانت پر ہی دولت کی فراوانی کا مدار ہوتا تو یہ بے وقوفوں
کی طرح کسی کو تکلیف نہ اٹھانی پڑتی ــــ لیکن خدا ایک بے وقوف کو اس قدر
دولت بخشتا ہے جس سے سیکڑوں عقل مندوں کو حیرانی ہوتی ہے ــــــ!"
دولت اور حکومت کا ملنا عقل مندی پر منحصر نہیں ہے۔ بغیر خدا کی امداد کے یہ
چیزیں نہیں مل سکتیں۔ دنیا میں اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ بے وقوفوں کی عزت
اور عقل مندوں کی بے عزتی ہوتی ہے۔ رسائن تیار کرنے والا دکھ اور مصیبت
میں مرا اور ایک بے وقوف نے کھنڈر میں خزانہ پایا۔

لوگ کسی بادشاہ کے پاس ایک حبشی لڑکی لے گئے۔ بادشاہ نشہ
میں چور تھا۔ اس نے اس سے ہم بستری کرنا چاہی لیکن اس لڑکی نے اس کی بات کو
ماننے سے انکار کر دیا۔ اس بات سے بادشاہ کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے اس دوشیزہ
کو اپنے ایک حبشی غلام کے حوالے کر دیا۔ اس شخص کا بالائی ہونٹ اس کے نتھنے تک

چڑھا ہوا تھا۔ اور نیچے کا ہونٹ چھاتی تک لٹکتا تھا۔ اس کی صورت ایسی تھی کہ راکشش بھی ڈر کے مارے اسے دیکھ کر بھاگ جاتا۔ اس کی نتھنوں سے میل کا جھرنا جھرتا تھا۔ اگر تم اسے دیکھتے تو یہی کہتے کہ دنیا میں اس سے بدصورت اور کوئی نہ ہوگا۔ اس کی شکل اتنی مکروہ اور گھناؤنی تھی کہ ایک نظر دیکھنا مشکل تھا۔ اس کی بغل میں سے جون جولائی کے مہینے کی دھوپ میں رکھی ہوئی لاش کی سی سڑاند آتی تھی۔ حبشی نے جوش میں آکر اس دوشیزہ کی عصمت لوٹ لی۔ جب صبح ہوئی تو بادشاہ نے اس لڑکی کو تلاش کیا۔ لوگوں نے رات کا سارا حال بادشاہ کو کہہ سنایا۔ بادشاہ کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے حبشی اور لڑکی دونوں کے ہاتھ پیر باندھ کر راج محل کی چھت کے اوپر سے کھائی میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ ایک نیک مزاج وزیر نے قدم بوسی کے بعد بادشاہ سے رحم کی درخواست کی اور کہا —— "حبشی اس معاملہ میں قصوروار نہیں ہے۔ کیونکہ سب ہی لوگ اور غلام شاہی انعام واکرام پایا کرتے ہیں۔"

بادشاہ نے کہا —— "اسے ایک رات تک تو اپنا جوش دبا رکھنا چاہیئے تھا ——"

اس نے جواب دیا —— "افسوس میرے مالک! کیا تم نے یہ کہاوت نہیں سنی ہے۔ کہ جب کوئی پیاس کے مارے گھبراتا ہوا کسی جھرنے کے پاس پہنچ جاتا ہے تو یہ خیال مت کرو کہ وہ مست ہاتھی سے خوف کھائے گا۔ اس طرح اگر کوئی بھوکا ناستک ایک کھانے سے بھرے ہوئے مکان میں بند کر دیا جاتا ہے تو وہ رمضان کے روزے کا خیال رکھے گا۔ اس بات کا یقین مجھے تو نہیں ہوتا ——؟"

بادشاہ اس دل لگی سے خوش ہوا اور کہا "اس حبشی کو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ لیکن اس لڑکی کا کیا کروں ——؟"

اس نے جواب دیا ——— "اسی حبشی کے حوالے کردیجئے کیونکہ اس کا جھوٹا کھانا کسی کو پسند نہیں ہے ۔!"

لوگوں نے سکندر سے پوچھا ——— "آپ نے مشرق سے مغرب تک کے ممالک کیسے فتح کیے ——— ؟ آپ سے پہلے جو بادشاہ ہو گئے ہیں ۔ وہ دولت میں، ملک میں، عمر میں، اور فوج کی تعداد میں آپ سے بڑھ کر تھے ۔ لیکن انہوں نے ایسی فتوحات نہیں کیں ——— "

اس نے جواب دیا ——— "جب میں نے خدا کی امداد سے کسی سلطنت پر فتح حاصل کی تو میں نے رعایا پر ظلم وستم نہیں توڑے اور ان کے بادشاہوں کی ہمیشہ تعریف وتوصیف کی ۔ جو لوگ مردوں کی برائی کرتے ہیں انہیں عقلمند لوگ عقلمند نہیں سمجھتے ۔"

کسی شخص نے ایک درویش سے پوچھا ——— "جس درویش کو لوگ گالیاں دیتے ہیں اسے تم کیسا سمجھتے ہو ۔ ؟"

اس نے جواب دیا ——— "ہمارے دیکھنے میں تو ظاہرہ طور پر اس میں کوئی خامی نہیں ۔ لیکن اس کے اندر کیا ہے یہ ہم نہیں جانتے ۔ اگر کہیں کوئی ایسا مذہبی و متقی ملے جس کے باطن کا حال ہمیں معلوم نہ ہو اسے حقیقی مذہبی

اور متقی سمجھو ــــ مجسٹریٹ کو گھر کے اندرونی حالات سے کیا سروکار ہے۔

بیرل نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ مکہ کی مسجد کے دروازے پر پیشانی رکھے رو رو کر یہ کہہ رہا تھا۔

"اے رحم دل خدا ــــــ! تو جانتا ہے کہ ایک نادان، گنہگار اور بے ایمان انسان کے پاس کیا ہو سکتا ہے۔ جو وہ تیری خدمت میں پیش کرے ــــ! میرے گناہوں کی مجھے معافی دے۔ کیونکہ میں نے جو کچھ بھلائی کا کام کیا ہے میں اس کے بدلے کا بالکل خواستگار نہیں ہوں ــــــ" گنہگار اپنے گناہوں کا پچھتاوا کرتا ہے۔ جو لوگ خدا کو جانتے ہیں ان سے اگر خدا کی پرستش میں کسی قسم کی غلطی ہو جاتی ہے تو اس کے لئے وہ اس سے معافی مانگتے ہیں۔"

عبدالقادر جیلانی، مکہ کی مسجد کے دروازے پر سر ٹیکے یہ کہہ رہا تھا۔

"اے خدا ــــ! میرے گناہوں کو معاف کر۔ لیکن اگر تو مجھے سزا دینا ہی چاہے تو مجھے عاقبت کے وقت اندھا کر کے اٹھانا۔ جس سے مجھے پاکبازوں کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے ــ!"

× × × × ×

روز علی الصباح جب میں کمزوری کی وجہ سے زمین پر منہ رکھ کر اوندھا لیٹ جاتا ہوں ۔ اور دھیان میں محو ہوتا ہوں تو میں یہی کہتا ہوں کہ ”اے خدا میں تمہیں کبھی نہ بھولوں گا ——— کیا آپ میرا خیال کریں گے ...؟“

ایک افریقی سیلانی کپڑا فروخت کرنے والوں کے کوچے میں اس طرح کہہ رہا تھا ۔

”اے دولت مندو ——— ! اگر تم لوگوں میں صبر ہوتا تو دنیا سے بھیک مانگنے کا رواج ہی اٹھ جاتا ۔ اے صبر ! مجھے دولت مند بنا دے کیونکہ تیرے بنا کوئی دولت مند نہیں ہے ۔ لقمان نے تنہائی میں صبر و اقتدار حاصل کیا تھا ۔ جس کے دل میں صبر نہیں ہے اس دولت مند سے غریب صابر کی زندگی کہیں اچھی ہے ۔

مصر میں کسی دولت مند کے دو لڑکے تھے ۔ ان میں سے ایک نے علم سیکھا تھا ۔ اور دوسرے نے دولت جمع کی ۔ پہلا اپنے وقت کا بہت زیادہ قابل آدمی تھا اور دوسرا مصر کا بادشاہ تھا ۔ دولت مند بھائی اپنے بھائی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا اور کہتا ——— ”میں بادشاہ ہو گیا اور تم اسی طرح کنگال رہے

کی حالت میں پڑے ہو ــــــ "

اس نے جواب دیا ـــــــ " اے بھائی ـــ ! مجھے خدا کا احسان مند ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مجھے پیغمبری کی میراث عقل ملی ہے ۔ اور تم نے فرعون کا حصہ مصر کی سلطنت پائی ہے ۔ میں وہ چیونٹی ہوں جسے لوگ پاؤں سے روندتے ہیں ۔ لیکن وہ بھڑ نہیں ہوں جس کی لوگ شکایت کیا کرتے ہیں ۔ انسانوں پہ ظلم کرنے کا میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے ۔ خدا کی مہربانی کا میں کیونکر شکریہ ادا کر دوں ـــ ! "

میں نے سنا ہے کہ ایک فقیر بہت ہی کس مپرسی کی حالت میں تھا ۔ اور چیتھڑوں پہ چیتھڑے سیا کرتا تھا ۔ لیکن دل کو بہلانے کے لئے وہ مندرجہ ذیل فقرہ کہا کرتا تھا ۔

" میں سوکھی روٹی اور گدڑی سے ہی مطمئن ہوں ۔ کیونکہ انسان کے احسانوں کا بوجھ اٹھانے کے مقابلے میں اپنی ضروریات کا بوجھ خود ہی اٹھانا اچھا ہے ـ ! "

کسی نے اس سے کہا کہ ـــــ " صدی شخص اس شہر میں بہت سے بدے پرور نرم مزاج اور سخی ہے ۔ وہ ہمیشہ فقیروں کی امداد کرنا چاہتا ہے ۔ اس کے ہوتے ہوئے تم ہاتھ پر ہاتھ دھرے کیسے بیٹھے ہو ـ ؟ "

اس نے جواب دیا ـــــ " اپنی ضروریات کا بوجھ اس کے سر ڈالنے کی بجائے بغیر ان چیزوں کے مر جانا اچھا ہے کہا ہے کہ کسی امیر کو کپڑوں

کے لئے درخواست لکھنے کی بجائے جھیتھڑوں پہ جھیتھڑے لگانا زیادہ اچھا ہے ——
سچ بات تو یہ ہے کہ اپنے پڑوسی کی امداد سے جنت میں داخل ہونا۔ جہنم میں جانے
کے برابر ہے۔"

ایران کے بادشاہوں میں سے ایک نے ایک ہوشیار حکیم کو مصطفیٰؐ
کے پاس بھیجا —— وہ کئی سال تک عرب میں رہا۔ لیکن کوئی بھی اس کے ہنر
کی آزمائش کرنے نہ آیا۔ اور نہ اس سے کسی نے دوا مانگی —— ایک دن وہ
بادشاہ کے پاس گیا۔ اور رنجیدہ ہوکر کہنے لگا ——
"لوگوں نے مجھے آپ کے ساتھیوں کے علاج معالجہ کے لئے بھیجا تھا
لیکن آج تک مجھے کسی نے کبھی نہ پوچھا۔ اس لئے جس خدمت کے لئے میں بھیجا
گیا تھا اس کے کرنے کا میں نے موقع نہ پایا۔"
حضرت محمدؐ نے جواب دیا —— "ان لوگوں میں یہ رواج ہے کہ
یہ جب تک بھوک سے بالکل پریشان نہیں ہوتے تب تک ہرگز کھانا نہیں کھاتے
اور جب خاصی بھوک رہتی ہے تب ہی کھانا کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔
حکیم نے جواب دیا —— "صحت اور آرام پانے کا یہی ایک
طریقہ ہے۔" پھر وہ حکیم پیغمبرؐ کو سلام کرکے وہاں سے چلتا بنا ——
حکیم اس وقت بولتا ہے جب اس کے نہ بولنے سے نقصان ہوتا ہے۔ کھانا
زیادہ کھایا جاتا ہو یا بھوکے رہنے سے موت واقع ہوتی ہو ایسے وقت میں اس
کا بولنا کہ ایسی خوراک استعمال کرنا یقیناً مفید رہے گا۔ بلاشک و شبہ

عقلمندی کی بات ہے۔

کسی شخص نے بہت سے قول و اقرار کئے اور بعد میں وہ سب توڑ دیئے
ایک بزرگ نے اس سے کہا۔ کہ وہ جانتا ہے کہ تم زیادہ کھانے کی کوشش کرتے
ہو۔ اور تمہاری بھوک روکنے کی استطاعت بال سے کبھی زیادہ کمزور ہے۔
جس طرح تم بھوک مٹاتے ہو اس سے زنجیر ٹوٹ سکتی ہے۔ ایک دن ایسا آئیگا۔
کہ تمہاری یہ بد پرہیزی تمہیں تکلیف دے گی۔

کسی نے ایک بھیڑیئے کا بچہ پالا تھا۔ جب وہ بڑا ہو گیا تو اس
نے اپنے مالک کو ہی چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

خراسان کے دو فقیروں میں خوب گاڑھی دوستی ہو گئی تھی۔ وہ
ساتھ ہی ساتھ سفر کرتے تھے۔

ان میں سے ایک کمزور اور دوسرا ہٹا کٹا تھا۔ جو کمزور تھا وہ دو
دن تک فاقہ کرتا تھا۔ اور جو تندرست و توانا تھا وہ دن میں تین مرتبہ کھاتا۔
اتفاق سے ایسا ہوا کہ وہ دونوں جاسوسی کے شبہ میں شہر کے صدر دروازہ پر
گرفتار کر لئے گئے۔ اور ایک کوٹھڑی میں قید کر دئیے گئے۔ جس کوٹھڑی میں وہ
دونوں قید کئے گئے اس کا دروازہ بھی مٹی سے بند کر دیا گیا۔ پندرہ دن بعد معلوم

ہوا کہ وہ دونوں بے قصور گرفتار کئے گئے ہیں۔ اس لئے دروازہ کھول کر باہر نکالے گئے۔ ان میں سے جو موٹا تازہ تھا وہ تو مرا ہوا ملا اور جو دبلا پتلا تھا وہ زندہ ملا۔ اس واقعہ سے لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اس پر ایک حاکم نے کہا۔ کہ اگر موٹا انسان زندہ رہتا اور دبلا مر جاتا تو اور بھی زیادہ تعجب کی بات ہوتی۔ کیونکہ وہ شخص جو بہت کھانے والا تھا فاقہ نہیں کر سکتا تھا۔ جو شخص کمزور تھا۔ وہ فاقہ کر سکتا تھا۔ اور اپنی کایا کو تابو میں رکھ سکتا تھا۔ اسی سے وہ بچ گیا۔ جو انسان تھوڑا کھانے کا عادی ہوتا ہے۔ جو شخص تکلیف سہہ لیتا ہے۔ لیکن جو آرام کے دنوں میں ناک تک ٹھونس ٹھونس کر کھاتا ہے۔ ایسے دکھ کے دنوں میں اپنی بری عادت میں ڈوب کر مرتا ہوتا ہے۔

کسی عقلمند نے اپنے بیٹے کو تلقین کی کہ زیادہ نہ کھایا کرو۔ کیونکہ زیادہ کھانے سے بیماری پھیلتی ہے۔

لڑکے نے جواب دیا ——— "والد بزرگوار! بھوک انسان کو مار ڈالتی ہے۔ کیا آپ نے بزرگوں کی کہاوت نہیں سنی۔ کہ بھوک کی تکلیف برداشت کرنے کے مقابلہ میں زیادہ کھا کر مرنا اچھا ہے۔"

والد نے جواب دیا ——— "خدا نے کہا ہے۔ کھاؤ پیو ضرور۔! لیکن حد سے زیادہ نہیں۔ یعنی نہ تو اتنا زیادہ کھاؤ کہ کھایا ہوا منہ سے نکل پڑے۔ اور نہ اتنا کم کھاؤ کہ کمزوری کی وجہ سے موت واقع ہو جائے ——— اگرچہ خوراک سے زندگی کی حفاظت ہوتی ہے۔ لیکن جب حد سے زیادہ استعمال کی

جاتی ہے تو نقصان کرتی ہے۔ اگر بغیر خواہش کے گل قند بھی کھاؤ گے تو وہ بھی نقصان کریگا۔ اگر فاقہ کے بعد سوکھی روٹی بھی کھاؤ گے تو وہ گل قند کا مزا دیگی۔

کسی شہر میں ایک قصائی کا صوفیوں پر کچھ قرض چڑھ گیا تھا۔ وہ روز ان لوگوں سے تقاضہ کرتا اور مغلظ گالیاں دیتا۔ صوفی لوگ اس کی گالیوں سے بہت ہی کبیدہ خاطر ہوتے لیکن اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی علاج نہ تھا۔ ان کے بھائی بندوں میں سے ایک سمجھدار شخص نے کہا۔

"قصائی اور روپیہ دینے کا وعدہ کر کے خوش کرنے کے مقابلہ میں بھوکے کو روٹی کھلانے کا وعدہ کر کے مطمئن کرنا آسان ہے۔ بڑے آدمی سے مہربانی کی امید رکھنا بیکار ہے۔ قصائی کے تقاضے برداشت کرنے کے مقابلہ میں گوشت کھانے کی خواہش کو دل میں لئے ہوئے مرجانا اچھا ہے۔"

کسی نے ایک بیمار سے پوچھا ــــــ "تمہارا دل کیا چاہتا ہے۔؟"

اس نے جواب دیا ــــــ "یہ چاہتا ہے کہ میرا دل کسی چیز کو نہ چاہے۔ جب معدہ بھرا ہوتا ہے اور پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ اس وقت کوئی اچھی دوا بھی کام نہیں کرتی۔"

ایک بہادر جوانمرد تاتاریوں کے ساتھ لڑتا ہوا سخت زخمی ہوگیا کسی نے کہا ——— "فلاں سوداگر کے پاس نوشدارو ہے اگر تم اس سے مانگو تو شاید وہ تم کو تھوڑی سی دیدے ——" وہ سوداگر اپنی کنجوسی کے لئے مشہور تھا۔ اس جوانمرد نے کہا ——— "اگر میں اس سے نوشدارو مانگوں تو معلوم نہیں وہ دیگا یا نہیں دیگا ——— اگر وہ دے بھی دے تو بھی اس بات میں شک ہے کہ آرام کرے اور نہ بھی کرے۔ ایسے آدمی سے مانگنا ہر طرح زہر قاتل ہے۔!"

کسی انسان کی خوشامد درآمد کر کے جو چیز مانگی جاتی ہے اس سے جسم کو فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن روح کو نقصان پہنچتا ہے۔ عقلمند بزرگوں نے کہا ہے کہ اگر امرت نیک نامی کے بدلے میں ملتا تو عقلمند اسے کبھی نہ خریدتے۔ عزت سے مرنا، بے عزتی کے جینے سے اچھا ہے۔

ایک عاقل کے سر پر بہت بڑے کنبے کی پرورش کی ذمہ داری تھی۔ لیکن اس کی روزی تھوڑی تھی۔ اس نے ایک بڑے آدمی کے سامنے جو اسے چاہتا تھا اپنا رونا رویا۔ بڑے آدمی کو اس کا رونا نہ بھایا۔ اس نے یہ بات صابر و شاکر انسان کی صحت و استطاعت کے خلاف سمجھی۔ جبکہ تم اپنی قسمت سے غیر مطمئن ہو تو اپنے عزیز سے عزیز دوست کے پاس بھی نہ جاؤ ——— ورنہ تم اس کی خوشی کو غم میں بدل دوگے۔ جب تم کسی کو اپنے دکھ کی کہانی سناؤگے تو اپنے چہرے کو خوش اور منور رکھو۔ سنتے ہیں کہ آدمی اپنی کوشش میں کبھی ناکامیاب نہیں ہوتا۔

کہتے ہیں اس بڑے آدمی نے اس کی روزی تو ضرور بڑھادی لیکن

اس نے احترام کم کر دیا۔ کچھ دنوں بعد اس نے عزت و احترام میں کمی دیکھ کر کہا ــــ "تکلیف کے وقت کا حاصل کیا ہوا کھانا برا ہوتا ہے۔ جو پیٹ پر دیگی تو چڑھی رہتی ہے۔ لیکن عزت کم ہو جاتی ہے۔ اس نے میری روزی ٹھکرا دی۔ مانگنے کی توہین برداشت کرنے کے مقابلے میں غریب رہنا زیادہ اچھا ہے"

ایک فقیر بہت ہی تنگ حال تھا۔ کسی نے کہا ــــ "فلاں شخص کے پاس بے انتہا دولت ہے ــــ اگر اسے تمہارا حال معلوم ہو جائے تو وہ تمہاری ضروریات پوری کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔"

اس نے کہا ــــ "میں تمہیں لے چلوں گا ــــ!" بعد میں اس نے فقیر کا ہاتھ پکڑ کر امیر کے گھر کا راستہ دکھا دیا۔ فقیر نے جا کر دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے۔ جس کا ایک ہونٹ لٹک رہا ہے۔ اور اس کا مزاج بہت کڑا ہے۔ فقیر نے یہ حال دیکھ کر کچھ بھی نہ کہا۔ اور الٹے پیروں لوٹ آیا۔ دوسرے آدمی نے فقیر سے پوچھا۔ آپ نے کیا کیا ــــ؟"

فقیر نے جواب دیا ــــ "میں نے اس کی بخشش اس کی شکل کو بخش دی۔" بدمزاجوں کے سامنے تنگ دستوں کو رونا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ اس کی بدمزاجی کی وجہ سے تمہیں رنجیدہ ہونا پڑیگا۔ اگر تم اپنے دل کا دکھ کسی شخص کے سامنے کہو۔ تو ایسے کے سامنے کہو کہ جس کے شگفتہ چہرے کو دیکھنے سے تمہیں یقین ہو جائے کہ وہ یقیناً دیگا۔

ایک سال سکندریہ میں ایسا قحط پڑا کہ لوگوں کی ہمت ایک دم چھوٹ گئی آسمان کا دروازہ زمین کی طرف سے بند ہو گیا۔ اور دھرتی کے باشندوں کی ہاہاکار آسمان تک پہنچی۔ کیا چرند کیا پرند، کیا مچھلی اور کیا کیڑے مکوڑے ایسا کوئی جاندار زمین پر نہ رہا جس کی پکار آسمان تک نہ گئی ہو۔ اس بات کی حیرانی ہے کہ خلقت کے دل کے دھوئیں سے بادل نہ بن گیا۔ اور آنکھوں کے آنسوؤں سے مینہ نہ برسا۔ وہاں ایک ہیجڑا بھی رہتا تھا۔ جو بہت ہی دولت مند تھا۔ وہ غریبوں کو سونا چاندی بانٹا کرتا۔ ایک فقیروں کی منڈلی نے بہت ہی تنگ ہو کر اس کا مہمان ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اور مجھ سے صلاح مانگی۔ میں نے ان کا دل اس بات سے پھیر دیا اور کہا —— "شیر بھوک کے مارے ماند میں ہی مر جائے لیکن وہ کتے کا جھوٹا ہرگز نہ کھائے گا۔ ۔ ۔ ۔ اس لیے اس وقت بھوک کی تکلیفوں کو برداشت کر لو۔ اور کسی نیچ کم بخت کے پاس جا کر بھیک نہ مانگو —— "بے وقوف کے اوپر ریشمی جھبٹ اور قیمتی کپڑا دیوار پر طلائی پترے چسپاں کرنے کے مترادف ہے۔

لوگوں نے حاتم طائی سے پوچھا کہ آپ نے دنیا میں سب سے زیادہ فراخ دل اور سخی شخص کہیں دیکھا یا سنا ہے۔ ؟

اس نے جواب دیا —— "ایک دن چالیس اونٹوں کی قربانی کر کے ایک عربی سردار کے ساتھ ایک جنگل کے کنارے گیا وہاں میں نے ایک مزدور کو دیکھا۔ جس نے لکڑیوں کی ایک بھاری گٹھڑی باندھ رکھی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

"تم حاتم کے پاس کیوں نہیں جاتے جہاں سیکڑوں آدمی کھانا کھاتے ہیں۔"

اس نے جواب دیا ـــــ "جو شخص اپنی محنت مشقت سے کمائی ہوئی روٹی کھاتا ہو۔ وہ حاتم کا احسان مند ہونا کبھی نہ چاہے گا۔" میں نے اس شخص کو اپنے سے زیادہ فراخ دل اور عظیم سمجھا۔

پیغمبر موسیٰ نے ایک ایسا فقیر دیکھا جو برہنہ ہونے کی وجہ سے بالو میں چھپا ہوا تھا۔

فقیر نے کہا ـــــ "اے موسیٰ! خدا سے دعا کر کہ وہ مجھے زندہ رہنے کے وسائل مہیا کرے۔ کیونکہ میں مصیبت میں مر رہا ہوں ـــــ" موسیٰ نے خدا سے دعا کی، اور خدا نے فقیر کی امداد کرنا منظور کر لیا۔

کچھ دن بعد حضرت موسیٰ عبادت الٰہی سے واپس ہوئے۔ تب حضرت نے دیکھا۔ کہ وہی فقیر گرفتار ہو گیا ہے۔ اور اس کے چاروں طرف آدمیوں کی بھیڑ جمع ہے۔ حضرت موسیٰ نے اس کا حال پوچھا تو کسی نے جواب دیا۔

"اس نے شراب پی کر ایک شخص کو مار ڈالا ہے۔ اب لوگ انتقام لیں گے۔!" اگر بے چاری بلی کے پر ہوتے تو وہ دنیا کی کسی بھی چڑیا کا انڈا نہ چھوڑتی اگر کوئی ہیچ الشان بلند مرتبہ حاصل کرے تو وہ گستاخی کریگا۔ اور کمزوروں کے ہاتھ مروڑے گا۔

حضرت موسیٰ نے خالق دوجہاں کی انصاف پسندی کی تعریف و توصیف

کی - اور اپنی سفارش کے لئے قرآن کی مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر معافی مانگی -

" اگر خدا اپنے بندوں کے لئے سخاوت کا ہاتھ کھول دے تو سچ مچ لوگ زمین پر ہنگامہ مچا دیں ----- " اے مغرور انسان - ! تو نے خود کو تباہ برباد کرنے کے لئے کیا کیا - ؟ اچھا ہوا کہ چیونٹی میں اڑنے کی طاقت نہ ہوئی -

جب انسان بلند مرتبہ حاصل کر لیتا ہے - اور اس کے پاس دولت کی فراوانی ہو جاتی ہے - تو وہ سر پہ ڈھول چلاتا ہے - کیا یہ کسی بزرگ کا قول نہیں ہے ----- " چیونٹی کے پر نہ ہوئے یہی اچھا ہوا - ! "

میں نے دیکھا کہ ایک عرب بصرے کے جوہریوں کے درمیان بیٹھا یہ کہہ رہا تھا -----

" ایک دفعہ جنگل میں میں راستہ بھول گیا - اس وقت میرے پاس کھانے پینے کا سامان بھی ختم ہو گیا تھا - میں نے خود کو ختم ہوا سمجھ لیا - لیکن اسی وقت مجھے ایک موتیوں سے بھری ہوئی تھیلی ملی - میں اس میں بھنے ہوئے گیہوں دیکھ کر دل میں بڑا خوش ہوا - یہ بات میں کبھی نہ بھولوں گا - ! "

جھلستے ہوئے گرم بار کے جنگل میں پیاسے مسافر کے منہ میں موتی یا سیپی بے کار ہے - جبکہ کھانے پینے کے سامنے سے محروم شخص بھٹک جاتا ہے تو اس کے کمر بند میں چاہے سونا ہو چاہے ٹھیکریاں سب بے کار ہیں -

---

میں نے قسمت کے کھیلوں اور خدا کی حالت کے بارے میں ایک بار کے سوا کبھی شکایت نہیں کی۔ ایک بار میرے پاؤں میں جوتے نہیں تھے۔ اور جوتے خریدنے کے دام بھی میرے پاس نہیں تھے۔ اسی وقت میں نے بڑبڑاہٹ کی تھی۔ میں رنجیدہ دلی سے قریبی مسجد میں داخل ہوا۔ وہاں میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا۔ جس کے پاؤں ہی نہ تھے۔ میں نے خدا کی مہربانی کے بدلے اس کی تعریف کی اور شکریہ ادا کیا۔ اور جوتے کی کمی کو نہایت صبر سے برداشت کر لیا۔

پیٹ بھرے ہوئے انسان کی نگاہ میں بھنا ہوا مرغ ساگ سبزی سے بھی کم جچتا ہے۔ لیکن جسے کھانا نہیں ملتا اسے بھنا ہوا شلجم بھی بھنے ہوئے مرغ کی طرح لذیذ محسوس ہوتا ہے۔

ایک بادشاہ سردیوں کے موسم میں اپنے کچھ امراء وزراء کے ساتھ شکار کھیلنے گیا۔ شکار میں اسے ایک ایسی جگہ پر رات ہو گئی جو شہر سے بہت دور تھی۔ ایک کسان کی جھونپڑی دیکھ کر بادشاہ نے کہا۔

"چلو آج رات کو وہیں چل کر رہیں۔ تاکہ سردی سے تکلیف نہ اٹھانی پڑے —!"

ایک درباری نے جواب دیا —— "بادشاہ کو ایک نیچ کسان کی جھونپڑی میں رات بسر کرنا زیب نہیں دیتا۔ ہم لوگ اس جگہ پر خیمے لگا لیں گے۔ اور آگ جلا لیں گے —!"

اس کسان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ حسب استطاعت کھانا

جا کر بادشاہ کے پاس چلا آیا - کھانا بادشاہ کے سامنے رکھ دیا - اور زمین چوم کر بولا : ــــــ

" سلطان کے بلند مرتبہ میں اس بندہ پرور ی سے کوئی کمی نہ ہوگی لیکن یہ حضرت ایک معمولی کسان کے کم مرتبے کو اونچا ہونے نہیں دینا چاہتے ـــــ ! " بادشاہ کو کسان کی بات اچھی لگی - اور اس نے وہ رات کسان کے جھونپڑے میں ہی بتائی - سویرے بادشاہ نے کسان کو کپڑے اور روپے دیئے -

میں نے سنا ہے کہ وہ بادشاہ کی رکاب کے ساتھ چند قدموں تک گیا اور بولا : ــــــ

" آپ نے جو اس کسان کی چھت کے نیچے کھانا کھانے کی تکلیف گوارا کی اس سے آپ کی عزت اور مرتبہ تو کم نہ ہوا - لیکن اس کم تر کسان کی ٹوپی کا کونہ سورج تک اونچا ہو گیا - کیونکہ اس کے سر پر آپ جیسے بادشاہ کی چھایا پڑی - "

لوگ ایک کہانی کہا کرتے ہیں - کہ کسی بڑے درویش کے پاس بہت سی دولت تھی - کسی بادشاہ نے اس سے کہا -

" معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہت سخی ہیں - کیونکہ مجھے اس وقت روپے کی ضرورت ہے اس لئے اگر آپ اپنے خزانہ میں سے تھوڑا سا بھی مجھے قرض دیکر میری امداد کریں تو جب خزانے میں خوب روپیہ ہو جائے گا تو میں سب روپیہ آپ کو ادا کر دوں گا - ! "

درویش نے کہا ـــــ " میں بھکاری ہوں - میں نے ایک ایک دانہ

جمع کر کے روپیہ اکٹھا کیا ہے۔ آپ جیسے عالمگیر کو مجھ سے روپیہ لینا زیب نہیں دیتا۔"
بادشاہ بولا ـــــــ "آپ اس بات کی فکر نہ کیجئے۔ میں آپ کی دولت
سے غلط کام نہیں کرونگا۔ ناپاک چیزیں، ناپاک لوگوں کے لئے ہی ہوتی ہیں۔ لوگ کہتے
ہیں کہ گوبر سے دیوار صاف نہیں ہوتی ـــ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے گوبر گندے سوراخوں
کو بند کرنے کے لئے چاہیئے۔ اگر کسی عیسائی کے کنوئیں کا پانی ناپاک ہو۔ اور اس سے
ایک یہودی کی لاش دھوئی جائے تو کیا ہوگا۔ ؟
میں نے سنا کہ اس درویش نے بادشاہی حکم کا احترام نہیں کیا۔ اور
بحث مباحثہ کرتا رہا۔ بالآخر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کا مال زبردستی اس سے
چھین لیا جائے۔ جب کوئی کام مٹھائی سے نہیں نکلتا تو تلخی سے نکالا جاتا ہے۔
اگر کوئی رضامندی سے نہ دے تو اس سے زبردستی لے لینا ہی بہتر ہے۔

میں نے ایک سوداگر کو دیکھا۔ جس کے پاس سوداگری مال سے لدے
ہوئے ڈیڑھ سو اونٹ۔ پچاس غلام اور نوکر چاکر تھے۔ ایک رات اس نے مجھے
اپنے کمرے میں دعوت دی رات بھر اس کی بے وقوفی کی باتیں چلتی رہیں۔ وہ کہتا
تھا ـــــ "ترکستان میں میرا فلاں مال ہے اور ہندوستان میں فلاں اسباب
ہے ـــ یہ فلانی زمین کا بیعنامہ ہے ـــ یہ فلاں دستاویز ہے ـــ فلاں اس میں
ضامن ہے ـــ " کبھی یوں کہتا کہ "سکندریہ کی آب و ہوا موافق ہے اور میرا وہاں
جانے کا ارادہ ہے۔" کبھی کہتا ـــــ "نہیں! میں وہاں نہیں جاؤں گا۔
اے سعدی! میں نے ایک روز سفر کا ارادہ کیا ہے جب وہ پورا ہو جائے گا تو

میں سوداگری کو چھوڑ کر باقی زندگی تنہائی میں بسر کر دوں گا۔ میں نے سنا ہے کہ چین میں گندھک کا بھاؤ تیز ہے۔ پس میں وہاں گندھک لے جاؤں گا۔ وہاں سے چینی مٹی کے برتن یونان کو چالان کر دوں گا۔ یونان سے زری کے کپڑے ہندوستان بھیجوں گا۔ ہندوستان کے شیشے کے برتن یمن بھیجوں گا اور وہاں سے دھاری دار کپڑا اسے کر ایران جاؤں گا۔ اس کے بعد میں کاروبار چھوڑ کر دوکان میں ہی بیٹھا رہوں گا ۔۔۔!"

اس نے یہ بے وقوفی کی باتیں یہاں تک کہیں کہ آخر میں جب کچھ کہنے کو نہ رہ گیا تو رک کر بولا ۔۔۔ "اے سعدی ۔۔۔! تم نے بھی جو کچھ دیکھا یا سنا ہو اسے کہو ۔"

میں نے جواب دیا ۔۔۔ "کیا تم نے نہیں سنا ہے کہ ایک مرتبہ ایک سردار غور کے جنگلوں میں سفر کرتا ہوا اپنے اونٹ سے نیچے گر پڑا ۔" اس نے کہا " دنیا دار آدمی کی لالچی آنکھیں یا تو صبر سے مطمئن ہوتی ہیں یا قبر کی مٹی سے ۔!"

میں نے سنا ہے کہ ایک امیر اپنی کنجوسی کے لئے اس طرح مشہور تھا جس طرح حاتم اپنی سخاوت کے لئے ۔ اس کی ظاہری صورت پر امارت کی جھلک چمکتی تھی ۔ لیکن اس کے مزاج میں ایسی کمینگی سمائی تھی کہ وہ کسی کو ایک روٹی بھی نہ دیتا تھا۔ کسی نے بھی اس کے دروازے کو کھلا دیکھا اور کوئی اس کے کھانے پینے کے سامانوں کی بات بھی نہ جانتا تھا ۔ اور کسی پرندے نے اس کے دسترخوان سے گرا ہوا دانہ نہ چکا تھا ۔

میں نے سنا کہ وہ خود کو فرعون سمجھتا تھا۔ تب سے فخر کے ساتھ جہاز

پر چڑھ کر وہ جا رہا تھا۔ اچانک تیز و تند ہوا نے جھونکا مارا۔ شمالی ہوا تو جہازوں کے موافق ہوتی نہیں۔ اس نے اپنے ہاتھ پاؤں اٹھائے اور بے اختیار چلانے لگا۔ خدا نے کہا ——

"جب جہاز کے اوپر چڑھو تو خدا کی عبادت کرو۔ جو ہاتھ عبادت کے وقت پھیلے رہتے ہیں اور جب کسی کو ضرورت محسوس ہوتی ہو تو بغلوں میں دبا لیئے جاتے ہیں۔ ان ہاتھوں کو ضرورت کے وقت اونچا اٹھا کر رونے پیٹنے سے کیا ہوگا —— ؟ دوسروں کو سونا چاندی دیکر خوش حال کرو۔ اور اس سے تم خود بھی فائدہ اٹھاؤ گے۔ یہ سمجھ لو کہ اگر تم اس عمارت میں سونے اور چاندی کی اینٹیں لگاؤ گے تو وہ قیامت تک ٹھہری رہے گی۔"

کہتے ہیں کہ مصر میں اس کے رشتہ دار بہت کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ وہ لوگ اس کی بچی ہوئی دولت سے امیر ہو گئے۔ اس کے مرجانے پر ان لوگوں نے پرانے کپڑے پھاڑ پھینکے۔ اور ریشم و کمخواب کے کپڑے بنوائے۔ میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک آدمی خوب تیز گھوڑے پر سوار تھا اور ایک ایلچی ایسا خوبرو جوان اس کے پیچھے دوڑا آ رہا تھا۔ میں نے کہا ——

"افسوس —— اگر وہ مرحوم شخص اپنے رشتہ داروں میں لوٹ آتا۔ تو اس کے جانشینوں کو اس کی دولت واپس کرنے میں اس کے مرنے کے دکھ سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی۔"

اس شخص سے پہلے میری دوستی تھی اس سے میں نے اس کی آستین کھینچ کر کہا ——

"اے خوش مزاج —— بھلے آدمی —— جس دولت کو مرنے والے نے بے کار جمع کیا تھا۔ اس سے تو بھاگ۔!"

× × × × ×

ایک زور آور مچھلی کسی کمزور مچھیرے کے جال میں پھنس گئی مچھیرا
اسے تھام نہ سکا۔ مچھلی اس کے ہاتھ سے جال کھینچ کر نکل گئی۔ ایک لڑکا دو
سے جال لینے گیا پانی کی باڑھ آئی اور اسے بہا کر لے گئی۔ اب تک جال میں
مچھلیوں کو پھنسا لاتا تھا۔ لیکن اس بار مچھلی بھاگ گئی اور جال کھو بیٹھی گئی۔
دوسرے مچھیرے کو اس کے نقصان پر دکھ ہوا۔ اس لئے اسے بری مچھلی پکڑ
بتائیں۔ اور کہا کہ ایسی مچھلی جال میں پھنسی پاکر تو اسے تھام نہ سکا۔ اس
نے جواب دیا ——

" افسوس! بھائی میں کیا کرسکتا ہوں۔ میرا دن خراب تھا
اور مچھلی کی عمر کا ایک دن باقی تھا۔ بغیر قسمت مچھیرا دریائے دجلہ میں مچھلی نہیں
پکڑتا۔ اور بغیر وقت آئے مچھلی خشک زمین پر نہیں ہوتی۔"

Mirza Saifuddin Ahmad

ایک بغیر ہاتھ پاؤں والے نے ہزار ہاتھ پاؤں والے کو مار ڈالا
ایک درویش ادھر سے نکلا اس نے یہ حال دیکھ کر کہا ——
" یا خدا —— ! کنکھجورے کے ہزار پاؤں تھے لیکن جب موت آئی
تو وہ بغیر ہاتھ پاؤں والے سے بھی نہ بچ سکا۔ جب جان کا دشمن پہنچتا ہے۔ تو تیز
بھاگنے والے قدموں کو بھی موت روک لیتی ہے۔ جب دشمن پیچھے آ پہنچتا ہے تو
کیانی (عرب کی مشہور کمان) کھینچی نہیں جاتی۔"

× × × × × ×

میں نے ایک موٹا تازہ احمق دیکھا وہ بڑھیا کپڑے پہنے اور مصری ریشمی پگڑی کا صافہ باندھے عربی گھوڑے پر سوار تھا۔ کسی نے کہا ——

"اے سعدی —— یہ طلائی پانی سے لکھے ہوئے مضمون کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ سچ پوچھو تو یہ انسانوں میں بھیڑیئے کی صورت اور آواز والا گدھا ہے۔"

یہ جانور اپنا لباس۔ پگڑی، اور ظاہری صورت اور اپنے مال جائیداد اور جسمانی طاقت کے علاوہ اور باتوں میں انسان ایسا نہیں ہے۔ اگر کوئی اونچی نسل کا انسان حالات روزگار سے پریشان ہو جائے تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس کا مرتبہ کم ہو گیا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہودی چاندی کے فریم میں سونے کی کیلیں لگائے تو اسے شریف نہ سمجھنا چاہیئے۔

ایک چور نے کسی فقیر سے کہا —— "کیا تمہیں چاندی کے دانے کے لئے ہر ایک کمبخت کنجوس کے سامنے ہاتھ پھیلانے شرم نہیں آتی —— ؟"

فقیر نے جواب دیا —— "ڈیڑھ دمڑی چرا کے ہاتھ کٹانے کی نسبت رتی بھر چاندی کے لئے ہاتھ پھیلانا اچھا ہے۔"

میں نے اپنے ایک دوست سے کہا ——— "میں نے خاموشی اختیار کرنے کا عہد کیا ہے۔ کیونکہ بات چیت کرنے سے اکثر برائی بھلائی دونوں ہو اکرتی ہیں اور دشمن کی نظر ہمیشہ برائی پر ہی رہتی ہے۔ !"

اس نے جواب دیا ——— "جو بھلائی پر نظر نہیں ڈالتا۔ وہی سب سے اچھا دشمن ہے۔ دشمن کی نظر میں بھلائی سب سے بڑی خامی ہے ——— سعدی! سچ مچ گلاب کا پھول ہے لیکن دشمن کی نظر میں کانٹا معلوم ہوتا ہے۔ دشمن اگر نیک آدمی کے پاس ہو کر بھی نکلتا ہے۔ تو اس پر ڈھونگی ہونے کا الزام لگائے بنا نہیں رہتا۔ دنیا میں روشنی پیدا کرنے والا ——— روشنی کا سرچشمہ، سورج! یہ چھچھوندر کی نظر میں دھندلا معلوم ہوتا ہے۔

کسی سوداگر کو ایک ہزار دینار کا نقصان ہوا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا۔ "تم یہ بات کسی سے نہ کہنا ——— !" لڑکے نے کہا ——— "والد بزرگوار ——— ! آپ کا یہی حکم ہے تو میں کسی سے نہ کہوں گا۔ لیکن براہ کرم یہ تو بتا سکو اس بات کو چھپانے سے کیا حاصل ہوگا ——— ؟"

اس نے کہا ——— "نہ کہنے سے ہیں اور تکلیفیں تو نہ برداشت کرنا پڑیں گی۔ ایک نقصان، اور دوسری پڑوسیوں کی طعن و تشنیع ——— !" اپنی تکلیف کی بات اپنے دشمنوں سے نہ کہو۔ کیونکہ وہ لوگ کہیں گے ——— خدا دکھ دور کرے اور اس وقت تمہارا دکھ دیکھ کر خوش ہوں گے ——— !

× × × × ×

ایک عقل مند نوجوان جس نے تعلیمی اور مذہبی کاموں میں بہت کامیابی حاصل کی تھی۔ عقلمندوں کی مجلس میں بیٹھ کر منہ سے کچھ بھی نہ بولتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کے باپ نے اس سے کہا ———— "اے بیٹے ——! تم جو کچھ جانتے ہو، اس کے بارے میں بھی کیوں نہیں بولتے۔ ؟"

اس نے جواب دیا ———— "میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ سے کوئی ایسی بات نہ پوچھ بیٹھیں، جسے میں نہ جانتا ہوں۔ اور اس کی وجہ سے مجھے شرمندگی اٹھانی پڑے —!"

"کیا آپ نے اس صوفی کی بات نہیں سنی جو اپنی کھڑاؤں میں کیلیں ٹھونک رہا تھا۔ کیلیں ٹھونکتے دیکھ کر ایک حاکم نے اس کی آستین پکڑ لی اور اس سے کہا ————

"چلو میرے گھوڑے کے پیروں میں نعل باندھ دو" جب تم چپ رہوگے تو کوئی تم سے سروکار نہ رکھیگا ———— اور جب تم بولوگے تو تمہیں ثبوت دیکر بتانا پڑیگا —!

ایک شخص اپنی قابلیت کے لئے مشہور تھا۔ اتفاق سے اس کے ساتھ ایک کافر کا بحث مباحثہ ہوگیا۔ جب اس ذہین شخص نے بحث کرنے سے کچھ فائدہ حاصل ہوتے نہ دیکھا تو اس نے چپ چاپ اپنی راہ لی —

کسی نے کہا ———— "یہ کیا بات ہے کہ تم اس قدر قابل اور

ذہین ہونے کے باوجود بھی اس کا فرکا سامنا نہیں کر سکتے ——"

ب. اس نے کہا —— "میں نے قرآن، پیغمبر کی باتیں اور عظیم انسانو
کے قول پڑھے اور سنے ہیں وہ نہ تو ان باتوں کو سنے گا اور نہ ان پہ یقین کریگا۔
پھر میں اس کے منہ سے خدا کی برائی کیونکر سنوں۔؟ جسے قرآن اور پرانی روایات
پہ یقین نہ ہو اسے کچھ بھی جواب نہ دینا ہی ٹھیک جواب ہے۔!"

جالینوس نے ایک بے وقوف کو کسی عقل مند کی گردن پکڑ کر بے عزت
کرتے دیکھ کر کہا۔
"اگر یہ انسان سچ مچ عقل مند ہوتا تو اس بے وقوف کے ساتھ اس
کا جھگڑا نہ ہوتا ——"
دو عقلمندوں کے درمیان کبھی جھگڑا نہیں ہوتا۔ اور عقل مند انسان
بے وقوفوں کے ساتھ جھگڑا نہیں کرتا۔ ایک بے وقوف آدمی اپنے جنگلی پن کی وجہ سے
تلخ کہتا ہے تو عقل مند اسے میٹھا جواب دے دیتا ہے۔ دو عقل مند ایک بال کو بھی
نہیں توڑتے لیکن دو بے وقوف ایک زنجیر کو بھی توڑ ڈالتے ہیں۔

میں نے ایک عقل مند کو کہتے سنا ہے۔ کہ اپنی بے وقوفی کو سوائے اس
کے جو بات ختم ہونے سے پہلے ہی بولتا ہے اور جو دوسرے کے بولتے ہوئے بھی بولتا ہے

کوئی تسلیم نہیں کرتا۔ عقل مند و ۔۔۔۔ ! ایک بات کے بیچ میں دوسری بات گھسیڑ کر گڈمڈ نہ پھیلاؤ۔ عقل مند، سمجھدار لوگ جب تک دوسرا بولنے والا چپ نہیں ہو جاتا کچھ نہیں بولتے"۔

سلطان محمود کے کچھ نوکروں نے حسن مہندی سے پوچھا ۔۔۔۔ کہ فلاں موضوع پر بادشاہ نے آپ سے کیا کہا ۔۔۔۔؟

اس نے جواب دیا ۔۔۔۔ "کیا وہ بات تمہیں بھی معلوم ہے۔؟"

ان لوگوں نے کہا ۔۔۔۔ "آپ بادشاہ کے وزیراعظم ہیں۔ بادشاہ جو کچھ آپ سے کہتا ہے اسے ہمارے جیسے لوگوں سے کہنا مناسب نہیں سمجھتا ۔۔۔۔"

اس نے جواب دیا ۔۔۔۔ "بادشاہ جو کچھ مجھ سے کہتا ہے وہ دل میں اس بات کا یقین کر کے کہتا ہے کہ میں اس کی بات کسی سے نہ کہوں گا۔ ! پھر تم لوگ مجھ سے کیوں پوچھتے ہو ۔۔۔۔؟" عقل مند جو کچھ جانتا ہے۔ اسے کسی سے نہیں کہتا۔ بادشاہ کی خفیہ باتیں ظاہر کر کے سر کٹوانا عقل مندی کا کام نہیں ہے۔

میں ایک مکان کا سودا کرنے میں آگا پیچھا سوچ رہا تھا۔ اس وقت ایک یہودی نے کہا۔

"میں اس محلہ میں پرانا مکاندار ہوں ۔ اس گھر کا حال مجھ سے پوچھیے۔

وہ گھر ٹھیک ہے ۔ آپ اسے خرید لیں ۔ "

میں نے کہا ——— " تمہارے پڑوس میں ہونے سے وہ مکان دس کھوٹے دینار دوں کا ہے ۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ تمہارے مرنے پر اس کے دس ہزار دینار اٹھیں گے ۔ ! "

ایک شاعر کسی سردار کے پاس گیا ۔ اور اس کی قصیدہ خوانی کرنے لگا ۔ ڈاکوؤں کے سردار نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتار کر اسے گاؤں سے نکال دو ۔ کتے اس کے پیچھے لگ گئے اس نے پتھر اٹھانے چاہے ۔ لیکن وہ زمین میں جمے ہوئے تھے ۔ شاعر نے کبیدہ خاطر ہو کر کہا ———

" یہ لوگ کتنے کمینے ہیں جو اپنے کتوں کو کھلا چھوڑ دیتے ہیں ۔ اور پتھروں کو باندھ کر رکھتے ہیں ۔ " سردار نے کھڑکی سے اس کی بات سنی اور ہنس کر کہا ———

" اے عقل مند ——— ! مجھ سے کچھ انعام مانگ ——— "

شاعر نے جواب دیا ——— " اگر آپ راضی ہیں تو میں اپنی پوشاک ہی آپ سے واپس مانگتا ہوں ۔ انسان دھریانماؤں سے ہی امید کرتا ہے ۔ آپ کی طرف سے مجھے کوئی امید نہیں ہے ۔ آپ صرف مجھے تکلیف نہ دیں ۔ آپ نے مجھے چلے جانے کی اجازت دی ۔ آپ کی اس نیکی سے ہی میں مطمئن ہوں ——— " ڈاکوؤں کے سردار کو اس پر رحم آ گیا ——— اس نے اس کے کپڑے واپس دلا دیئے ——— اور اس کے ساتھ ایک ادنیٰ چوغہ اور کچھ دام بھی دلوائے ۔

× × × × ×

ایک جیوتشی اپنے گھر میں داخل ہوا۔ اس نے اپنی بیوی کے پاس
ایک ناواقف شخص کو بیٹھے دیکھا۔ اس نے ناواقف شخص کو گالی گلوچ دیں۔
اور اتنی کڑی باتیں کہیں کہ جھگڑا ہو گیا۔ ایک عقلمند نے کہا۔
"تمہیں آسمانی باتوں کے بارے میں کیا معلوم —— جب تم یہی
نہیں جان سکتے کہ تمہارے گھر میں کون ہے۔ ؟"

ایک واعظ کی آواز بہت ہی خراب تھی۔ لیکن وہ اپنے دل میں
سمجھتا تھا کہ میری آواز بہت ہی میٹھی ہے۔ اس لئے بے کار چلاتا پھرتا تھا۔
قرآن کے نیچے لکھی ہوئی آیت اس کے لئے تھی۔
"گدھے کی آواز اصل میں سب سے زیادہ خراب آواز ہے ——!"
جب وہ واعظ گدھا رینکتا تھا تو فارس کا نپنے لگتا تھا۔ شہر کے باشندے
اس کے اعلیٰ مرتبہ کی وجہ سے تکلیف برداشت کر لیتے تھے۔ اور اسے حیران کرنا
نامناسب سمجھتے تھے۔ ایک پڑوسی واعظ جو اس سے اندر ہی اندر جلتا تھا اس
کے پاس گیا اور بولا ——
"میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ ممکن ہے اس کی تعبیر اچھی ہو۔"
اس نے پوچھا —— "آپ نے کیا دیکھا —— ؟"
اس نے جواب دیا —— "میں نے دیکھا کہ آپ کی آواز میٹھی ہے۔

اور لوگ آپ کا واعظ سن کر سکون محسوس کرتے ہیں۔"

اس نے اس بارے میں ذرا غور کر کے کہا ——— "آپ نے کتنا اچھا خواب دیکھا ہے۔ جس سے میری یہ خامی منظرِ عام پر آگئی۔ کہ میری آواز اچھی نہیں ہے اور لوگ میرا وعظ سن کر تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ میں نے عہد کر لیا ہے کہ مستقبل میں آہستہ آواز سے پڑھا کروں گا ——— میرے دوستوں کی مجلس میرے حق میں نقصان دہ ہے۔ کیونکہ وہ میری خامیوں کو بھی اچھا سمجھتی ہے۔ میری خامیاں دوستوں کو خوبیاں محسوس ہوتی ہیں ——— اور میرا کانٹا دوستوں کو گلاب اور چمبیلی معلوم ہوتا ہے۔ گستاخ دشمن بہتر جو اپنی تیز نظروں سے میری تمامیاں دکھائے۔"

ایک شخص مسجد میں بغیر کچھ لئے اذان دیا کرتا تھا۔ اس کی آواز ایسی بری تھی کہ جو سنتا وہی ناک بھوں چڑھا تا۔ مسجد کا مالک ایک امیر تھا۔ وہ بڑا رحم دل تھا۔ وہ اسے دکھ دینا نہ چاہتا تھا۔ اس نے کہا ———

"بچے ——— ! اس مسجد میں کئی پہلے سے اذان دینے والے ہیں۔ جو پانچ پانچ دینار مہینہ پاتے ہیں۔ میں تمہیں دس دینار دیتا ہوں تم دوسری جگہ چلے جاؤ۔"

وہ امیر کی بات پر رضا مند ہو کر چلا گیا۔ کچھ دن بعد وہ پھر اس امیر کے پاس آیا اور بولا ———

"اے مالک ——— ! آپ نے مجھے دس دینار دیکر۔ اور دوسری جگہ بھیج کر میرا نقصان کیا ہے۔ کیونکہ جہاں میں گیا ہوں۔ وہاں لوگ مجھے بیس دینار

دیکھیے دوسری جگہ جانے کو کہتے ہیں۔ لیکن میں نے ان کی بات منظور نہیں کی ۔۔۔"

دولت مند نے ہنس کر کہا ۔۔۔۔۔ "دیکھو ۔۔۔! ہمیں دینار میں بھی وہاں سے جانے کو راضی نہ ہونا ۔۔۔ ممکن ہے کہ وہ لوگ تمہیں پچاس دینار دینے پر رضامند ہو جائیں ۔۔۔! تیری کبے سری آواز جس طرح روح کو کچوکے لگاتی ہے اس طرح کوئی شخص پتھر پر لگی ہوئی مٹی کو لسبوے سے نہیں چھپا سکتا ۔"

ایک کھدی آواز والا آدمی قرآن پڑھ رہا تھا۔ ایک خدا پرست ادھر سے گذرا۔ اس نے اس سے پوچھا ۔۔۔۔۔ "تم کتنی تنخواہ پاتے ہو ۔۔؟"

پڑھنے والے نے جواب دیا ۔۔۔۔۔ "کچھ بھی نہیں ۔۔۔۔۔؟"

اس نے کہا ۔۔۔۔۔ "پھر تم اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہو ۔؟"

اس نے کہا ۔۔۔۔۔ "میں خدا کی راہ پر پڑھتا ہوں ۔۔۔۔۔!"

خدا پرست نے جواب دیا ۔۔۔۔۔ "خدا کے لئے مت پڑھو ۔۔۔ اگر تم اس طرح قرآن پڑھو گے تو اسلام کی عظمت کو ختم کر دو گے ۔۔!"

لوگوں نے حسن مہندی سے پوچھا ۔۔۔۔۔ "کیا یہ سچ ہے کہ سلطان محمود دوسرے خوبصورت غلاموں کے ہوتے ہوئے بھی صرف ایاز کو

ہی چاہتا ہے ۔ ایاز کی شکل میں کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے ۔ جبکہ دیگر کئی غلام حسین اور جوانی میں اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں ۔ ؟"

اس نے جواب دیا ——— " جس کا اثر دل پہ ہوتا ہے ، وہ دل میں خوبصورت معلوم ہوتا ہے ۔ جس سے سلطان محبت کرتا ہے وہ چاہے کتنے ہی بُرے کام کرے تب بھی خوبصورت ہی معلوم ہوگا ۔ جسے بادشاہ نہیں چاہتا اس سے کوئی شخص محبت نہیں کرتا ۔ جو کسی کو بری نظر سے دیکھتا ہے اسے یوسف کی خوبصورتی بھی بدصورتی ہی نظر آتی ہے ۔ اگر وہ عورت کو بھی چاہت کی نظر سے دیکھے تو وہ بھی اس کی نظر میں فرشتہ سا معلوم ہوگا ۔ ! "

کہتے ہیں کہ کسی بڑے آدمی کے پاس ایک بہت ہی خوبصورت غلام تھا ۔ اسے وہ بہت ہی چاہتا تھا ۔ اس نے اپنے دوستوں میں سے ایک سے کہا ———
"کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایسا خوبصورت غلام بدتمیز اور گستاخ ہو ۔"

اس نے جواب دیا ——— " بھائی جب تم دوستی کرو تو فرمانبرداری کی امید نہ کرنا ۔ کیونکہ عاشق اور معشوق میں آقا اور غلام کے سے تعلقات نہیں رہ سکتے ۔ جبکہ آقا اپنے معشوق غلام کے ساتھ ہنستا اور کھیلتا ہے تو کیا تعجب ہے کہ وہ اپنی باری میں کچھ چنچلے بازی کرے اور وہ اس کے نازنخرے غلام کی طرح برداشت کرے ۔ غلام کو پانی لانے اور اینٹ بنانے کے کام میں لگانا چاہئیے ۔ کیونکہ وہ سر چڑھ جاتا ہے تو گستاخ ہو جاتا ہے ۔ "

× × × × ×

ایک بڑا نیک اور ملنسار لڑکا تھا ۔ ایک حسین لڑکی سے اس کی سگائی ہو گئی تھی ۔ سنا ہے کہ جب وہ دونوں جہاز پر سمندر میں سفر کر رہے تھے ۔ تو دونوں ایک پانی کے بھنور میں پھنس گئے ۔ اور گر پڑے ۔ جب ملاح اس نوجوان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بچانے لگے ۔ تو اس نے اس تکلیف و پریشانی میں بڑی زور سے چلا کر لہروں کے درمیان سے اپنا ہاتھ نکال کر اپنی معشوقہ کی طرف کیا اور بولا ــــــ

"مجھے چھوڑ دو ــــــ اور میری معشوقہ کا ہاتھ پکڑ لو ــــــ"

ان بے وفاؤں سے محبت کی کہانی مت سیکھو جو آفت کے وقت اپنی معشوقہ کو بھول جاتے ہیں ۔

اس طرح ان دونوں چاہنے والوں کی زندگی ختم ہو گئی ــــــ تجربہ کار لوگوں کی باتیں سنو اور ان سے سبق حاصل کرو ۔ محبت کے راستوں سے سعدی ویسا ہی متعارف ہے ۔ جیسا عربی زبان سے بغداد ۔ جس کو تم پسند کر دا اسی معشوقہ سے دل لگاؤ ۔ اگر اس وقت لیلیٰ اور مجنوں ہوتے تو اس کتاب سے محبت کی کہانی سیکھتے ۔

کنجوس آدمی کتنا ہی قابل ہو لوگ اس میں خامیاں نکالے بغیر

نہیں چھوڑتے۔ لیکن کسی فراخ دل شخص میں اگر دو سو خامیاں بھی ہوں تو بھی اس کی فراخ دلی سے وہ ڈھکی رہتی ہیں۔

جس کی امانت ہے اسے واپس لوٹا دو —— جھگڑے کے ساتھ رہنے سے خوشی رہنا اچھا ہے۔ جو آدمی سرکاری ٹیکس خوشی سے نہیں دیتا اس سے زبردستی سے لیا جاتا ہے۔

دمشق کی مسجد میں ایک قابل اور عظیم المرتبت شخص کے ساتھ بحث مباحثہ ہو رہا تھا۔ اتنے میں ایک جوان آدمی نے پھاٹک کے اندر داخل ہو کر کہا۔

"کیا آپ لوگوں میں کوئی فارسی جاننے والا ہے —— ؟" لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا ——

میں نے پوچھا —— "کیا معاملہ ہے۔ ؟"

اس نے جواب دیا —— "ایک ڈیڑھ سو سال کا بوڑھا موت کی کشمکش میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ فارسی زبان میں کچھ کہتا ہے۔ جو ہم لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر آپ مہربانی کر کے وہاں تک چلنے کی تکلیف گوارا کریں تو آپ کو آپ کی محنت کا انعام مل جائے گا —— شاید وہ اپنی جائیداد کسی کے نام لکھ جانا چاہتا ہے —— !"

جب میں اس کے تکیہ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا ——— "مجھے امید تھی کہ میں اپنی زندگی کے باقی دن آرام سے گزار دوں گا۔ لیکن افسوس ہے کہ زندگی کے دسترخوان پر تھوڑا سا ہی کھا پایا اور لوگوں نے کہا "بنا ہی بہت ہے۔"

میں نے عربی میں دمشق کے لوگوں کو اس بات چیت کا مطلب سمجھا دیا۔ ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ اس عمر میں پہنچنے کے بعد بھی اس شخص کو دنیاوی زندگی کیلئے افسوس ہوتا ہے۔

اس نے جواب دیا ——— "میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ کیا آپ اس کی تکلیف کو جانتے ہیں۔ جس نے اپنا ایک دانت منہ سے نکال لیا ہو۔ خیال کرو اس کی کیا حالت ہو گی جس کی زندگی چھینی جا رہی ہو۔"

میں نے کہا ——— "آپ اپنے دل سے موت کا خیال دور کیجئے۔ اور خوف محسوس نہ کیجئے ——— "

"حکیموں نے کہا ہے ——— اگر جسمانی حالت صحت مند ہو۔ پھر بھی ہمیں جسم کی قائمی پر یقینی اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر بھیانک بیماری بھی ہو۔ تو بھی مرنے کا فیصلہ نہ کر لینا چاہیئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو کسی حکیم کو بلاؤں۔ وہ آپ کو کوئی دوا دیگا۔ ممکن ہے کہ آپ اس سے ٹھیک ہو جائیں ——— !"

اس نے جواب دیا ——— "افسوس ——— مکان کی بنیاد ڈھیلی پڑ گئی۔ اور مالک مکان اپنا کمرہ سجانا چاہتا ہے۔"

بیمار جس وقت دوا کے بارے رو رہا تھا اس وقت ایک بڑھیا اس کے پاؤں میں صندل کا ابٹن مل رہی تھی۔ جب انسان کی صحت ایک دم ختم ہو جاتی ہے تو دوائیوں اور تعویذوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔

× × × × ×

ایک بوڑھا آدمی اپنی کہانی یوں کہنے لگا ــــــ "میں نے نوجوان حسینہ
سے شادی کرکے اپنے کمرے کو خوب سجایا۔ میں اس کے پاس تنہائی میں بیٹھا رہتا
اس دوشیزہ کی شرم و حیا دور کرنے اور خود سے مانوس کرنے کے لئے میں نے کئی لمبی لمبی
راتیں بغیر سوئے ہنسی مذاق میں گذاریں۔ ایک رات میں نے اس سے کہا۔
"تمہاری تقدیر بہت اچھی ہے۔ جو تمہیں بوڑھے آدمی کی صحبت ملی۔
جس کے خیالات پختہ ہیں۔ اور جس نے ایک دنیا دیکھی ہے۔ جو قانون جانتا
ہے۔ جس نے اپنی دوستی نبھائی ہے۔ جو محبت کئے جانے کے قابل ہے۔ میں تمہیں
اپنی محبوبہ بنانے کی ہر ممکن کوشش کرونگا۔ اگر تم مجھ سے برا برتا ؤ کرو گی تو میں
تم سے ناخوش نہ ہوں گا۔ اور طوطے کی طرح جتنی بھی تمہارے کھانے کی چیز ہوگی تو بھی
میں اپنی آرام و سکون کی زندگی کو تمہاری ہی ناز برداری میں ختم کر دوں گا۔ تمہارا
بد مزاج، نا سمجھ، جاہل نوجوان سے پالا نہیں پڑا وہ جو ہر لحظہ اپنے ارادے بدلتا ہے۔
ہر شب نئی جگہ سوتا ہے۔ اور ہر روز نئی دولت پیدا کرتا ہے۔ جوان آدمی دلچسپ
اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی محبت قائم نہیں رہتی۔ ان سے وفا کی امید
نہ کرو۔ جو بلبل کی سی آنکھوں سے کبھی اس گلاب کی جھاڑی پر اور کبھی اسی گلاب
کی جھاڑی پر گاتے پھرتے ہیں۔ بوڑھے لوگ جوانی کی نادان اور شوخی میں اپنے
وقت ضائع نہیں کرتے بلکہ دانائی اور نیکی میں اپنا وقت لگاتے ہیں۔ اپنے مقابلے
میں اچھا آدمی ڈھونڈو۔ کیونکہ اگر اپنے جیسے انسان کے ساتھ رہ ہوگئے تو تم اپنی
زندگی میں بلند مقام حاصل نہ کرسکو گے۔"

اس نے کہا ــــــ "میں نے اس طرح بہت سی باتیں کہیں۔ اور
میں سمجھا کہ میں نے اس کے دل پر فتح پائی ہے۔ اتنے میں ہی اس نے دل کی انتہا

گہرائیوں میں سے سرد آہ کھینچ کر جواب دیا۔

"آپ نے جتنی اچھی اچھی باتیں کہی ہیں۔ ان سب کا میرے خیال کی ترازو پر اتنا وزن نہیں ہے جتنا کہ اس ایک واقعہ کا جو میں نے اپنی ملازمہ سے سنا تھا — "اگر تم کسی جوان عورت کے پہلو میں تیر لگاؤ تو اسے ان تیروں سے اتنا دکھ نہ ہوگا جیسا بوڑھے کی صحبت سے۔!"

اس نے کہا —— "بہت بات بڑھانے سے، ہم دونوں آپس میں رضامند نہ ہوئے، اور دلوں میں فرق ہونے کی وجہ سے دونوں الگ الگ ہو گئے۔!"

قانونی میعاد پوری ہو جانے پر اس نے ایک تیز مزاج، بدچلن، اور کنگال جوان کے ساتھ شادی کر لی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نوبت مار پیٹ تک آئی اور اسے کسمپرسی کی زندگی گزارنا پڑی — اس پر بھی اس نے اپنی قسمت کو سراہا اور کہا۔

"خدا کا شکر ہے جہنم کی آگ سے بچ گئی۔ اور وہ ابدی سکون اور راحت ملی۔ میں تمہارے نخروں کو برداشت کر لوں گی۔ کیونکہ تم خوبصورت ہو۔ تمہارے ساتھ جہنم میں جانا اچھا ہے۔ لیکن بوڑھے کے ساتھ جنت میں رہنا اچھا نہیں۔ خوبصورت آدمی کے منہ سے نکلی ہوئی پیاز کی بو بھی اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن بدصورت آدمی کے ہاتھ کے گلاب کے پھول کی خوشبو بھی اتنی اچھی معلوم نہیں ہوتی۔

ایک امیر آدمی کے ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ ایک رات اس نے کہا۔ "میری عمر میں سوائے اس لڑکے کے میرے کوئی بچہ نہ ہوا — ایک مقدس

درخت ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرنے آتے ہیں اور منت مانتے ہیں۔ کتنی ہی ماؤں میں میں نے بھی درخت کے نیچے خدا کی عبادت کی۔ تب مجھے بیٹا نصیب ہوا۔" میں نے سنا کہ لڑکا آہستہ آہستہ اپنے دوستوں سے کہہ رہا تھا۔

"اگر مجھے درخت کا پتہ معلوم ہو جائے تو بہت اچھا ہو۔ اس کے نیچے بیٹھ کر میں اپنے والد بزرگوار کی موت کے لئے خدا سے دعا مانگوں ——!"

باپ اپنے بیٹے کی عقل مندی پر خوش ہو رہا تھا۔ لیکن لڑکا اپنے باپ کی کمزوری اور اس کے بوڑھاپے سے نفرت کرتا تھا۔ بہت دن ہوئے تم اپنے والد مرحوم کی قبر دیکھنے نہیں گئے۔ تم نے اپنے والدین سے کس قدر عقیدت دکھائی جو تم اپنے بیٹے سے فرمانبرداری کی امید کرتے ہو۔

ایک مرتبہ بھرپور جوانی میں میں نے لمبا سفر اختیار کیا اور رات کے وقت تھک کر ایک درخت کے نیچے آرام کیا۔ ایک کمزور بوڑھا آدمی قافلہ کے پیچھے آیا۔ اس نے کہا۔

"تم کیوں سوتے ہو —— ؟ اٹھو یہ آرام کرنے کی جگہ نہیں ہے۔"

میں نے کہا —— "میں اپنے پاؤں کو بغیر کام میں لائے کیسے چل سکتا ہوں۔ ؟"

اس نے جواب دیا —— "کیا تم نے یہ کہاوت نہیں سنی ہے کہ روزانہ چلنے اور تھک جانے کے مقابلے میں آگے بڑھنا اور ٹھہر جانا اچھا ہے —— تو جو اپنی منزل پر پہنچنا چاہتا ہے۔ جلدی نہ کر میری نصیحت سن اور

صبر کرنا سیکھ۔ عربی گھوڑا پوری تیزی سے دو چار دوڑ لگا سکتا ہے۔ لیکن اونٹ آہستہ
آہستہ شب و روز سفر کرتا ہے۔ !"

ہماری خوش فکروں کی مجلس میں ایک خوش مزاج نوجوان تھا۔ رنج اس
کے دل میں کسی طرح داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اور ہنسی اس کا منہ بند نہ ہونے دیتی تھی۔
اس سے میری ملاقات ہوئے بہت دن ہو گئے تھے۔ کچھ دن بعد میں نے اسے بیوی اور
بچے کے ساتھ دیکھا۔ اس کا ہنسنا کھلکھلانا بند ہو گیا تھا۔ اور اس کی صورت کچھ
بدل گئی تھی ۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا حال ہے ۔ ؟"

اس نے جواب دیا ــــ "میں نے بچوں کا باپ ہو جانے پر بچوں کا سا
کھیل چھوڑ دیا ۔ جب تم بوڑھے ہو جاؤ ۔ تو چھچھورے پن کو چھوڑ دو ۔ اور جوانوں
کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا بند کر دو ــــ بوڑھے ہو جانے پر جوانی کی سی زندہ دلی کی
امید نہ کرو۔ کیونکہ ندی پھر اپنے دہانے کی طرف نہیں لوٹتی ۔ جب اناج کا کھیت
کاٹنے لائق ہو جاتا ہے تو وہ ہوا میں اتنی زور سے نہیں ہلتا، جتنا کہ وہ ہرا رہتے وقت
ہلتا تھا۔ جوانی کا وقت گزر گیا ہے۔ افسوس ــــ ! وہ دن جو اس کو زندہ رکھتے
تھے کہاں گئے ــــ ؟"

شیر نے اپنے پنجہ کی طاقت گنوا دی ہے۔ اور میں بوڑھے تیندوے کی
طرح ذرا سی پنیر سے ہی خوش رہتا ہوں ۔ ایک بوڑھیا نے اپنے بال رنگے۔ میں نے
اس سے کہا: اے میری چھوٹی بوڑھی ماں ــــ تم نے اپنے بال تو کالے کر لئے ہیں
لیکن تم اپنی جھکی ہوئی کمر کو سیدھی نہیں کر سکتیں ۔ !"

x x x x x

ایک دن جوانی کی نادانی کی وجہ سے میں اپنی ماں سے تیزی سے بولا۔
میری بات سے ماں کا دل رنجیدہ ہوا ـــــــ وہ ایک گوشے میں بیٹھ کر رونے
اور کہنے لگی ـــــــ "کیا تم ان سب تکلیفوں کو بھول گئے جو تم نے مجھے بچپن میں
دی تھیں ۔ بھول جانے کی وجہ سے ہی تم مجھ سے ایسا برا سلوک کرتے ہو ــــ"
اس بوڑھی نے جب اپنے بیٹے کو شیر کو قابو میں کرنے کے قابل اور ہاتھی کی طرح
طاقت ور دیکھا۔ تو اس نے کیا ہی اچھی بات کہی ـــــــ "اگر تمہیں اپنے بچپن
کا وقت یاد ہوتا ۔ جبکہ تم بے بسی کی حالت میں میری گود میں پڑے رہتے تھے۔ تو تم
مجھ سے ایسی کڑی باتیں نہ کرتے۔ اب تم میں شیر کی طاقت ہے اور میں بوڑھی عورت
ہوں ــ "

ایک دولت مند کنجوس کا بیٹا بیمار تھا۔ اس کے دوست نے کہا۔
"یا تو تم شروع سے آخر تک قرآن خوانی کراؤ یا قربانی دو۔ جس
سے خدا تمہارے بیٹے کو تندرست کر دے ۔"
اس کنجوس نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا ـــــــ "قرآن
خوانی اچھی ہے ۔کیونکہ وہ پاس ہی ہے ۔لیکن بھیڑوں کا جھنڈ دور ہے ۔!"
ایک فقیر نے یہ بات سن کر کہا ۔
"وہ قرآن خوانی اس لئے پسند کرتا ہے کیونکہ اس کے الفاظ اس کی
نوک زبان پر ہیں ۔لیکن روپیہ اس کے دل کے اندر ہے ۔ افسوس ـــ ! اگر عبادت

خدا خیرات کے ساتھ ہوتی ہے تو لوگ دلوں میں چنے ہوئے گدھے کی طرح رہ جاتے ہیں۔
لیکن اگر قرآن کی پہلی آیت پڑھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو وہ اس کی سو آیات پڑھ
ڈالتے ہیں۔

لوگوں نے ایک بوڑھے سے پوچھا ——— "تم شادی کیوں نہیں کرتے۔؟"
اس نے جواب دیا ——— "مجھے بوڑھی عورت پسند نہیں ہے۔"
لوگوں نے کہا ——— "تمہارے پاس تو مال ہے تم جوان عورت سے
شادی کر سکتے ہو۔ ؟"
اس نے کہا ——— نہیں میں بوڑھا ہو کر بوڑھی عورت کو پسند نہیں
کرتا۔ تو میں کس طرح توقع کر سکتا ہوں، کہ جوان عورت مجھ سے شادی کرلے گی۔"

میں نے سنا ہے کہ ایک کمزور بوڑھے نے خرابیٔ عقل کی وجہ سے بڑھاپے
میں شادی کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے گوہر نامی ایک حسین دوشیزہ سے جو جواہرات
کے بکس کی مانند لوگوں کی نظروں سے چھپا کر رکھی گئی تھی شادی کی۔ شادی کی رسومات
بڑی خوبی اور ٹھاٹ باٹ سے پوری کی گئیں۔ تھوڑے ہی دنوں بعد اس نے اپنے
دوستوں سے شکایت کرنا شروع کی کہ اس گستاخ لڑکی نے میرے خاندان کا نام ڈبو
دیا ہے۔ ان دونوں میں ایسا جھگڑا شروع ہو گیا کہ آخر میں وہ معاملہ قاضی کے پاس
پہنچا۔ یہ حال دیکھ کر سعدی نے کہا۔

"تم کانپتے ہوئے ہاتھوں سے موتی میں سوراخ کس طرح کر سکتے ہو ۔۔؟"

کسی وزیر کا ایک بے وقوف لڑکا تھا ۔ اس نے اسے تعلیم دلانے کی خواہش سے ایک مولوی کے پاس بھیجا ۔۔۔۔۔ اسے امید تھی کہ تعلیم و تربیت حاصل کر کے وہ قابل ہو جائے گا ۔ کچھ دن تعلیم دینے کے بعد بھی کچھ نتیجہ برآمد نہ ہوا تو مولوی نے اس کے پاس خبر بھیجی ۔۔۔۔۔

"تمہارے بیٹے میں بالکل قابلیت نہیں ہے ۔۔ اس نے مجھے قریب قریب حیران کر دیا ہے ۔ جب خدا قابلیت دیتا ہے تو تعلیم دینے کا خاطر خواہ نتیجہ نکلتا ہے ۔ جو لوہا اچھا نہیں ہوتا وہ پالش کرانے سے بھی اچھا نہیں ہو سکتا ۔ کتے کو سات دریاؤں میں نہلاؤ ، کیونکہ وہ جب بھی بھیگے گا اور گندا ہو جائے گا ۔ اگر وہ گدھا جو عیسیٰ مسیح کو لے گیا تھا ۔ مکہ کو لایا جاتا تو لوٹنے پر وہ گدھا کا گدھا ہی ہوتا ۔"

ایک شخص اپنے بچوں کو اس طرح سمجھا رہا تھا ۔۔۔۔ "میرے پیارے بچو ! تعلیم حاصل کرو ۔ کیونکہ دنیادی دھن دولت اور ملکیت کا کوئی بھروسہ نہیں ہے ۔ عہدہ تمہارے خاص ملک کے علاوہ کسی جگہ کام نہ آئے گا ۔ سفر میں دولت کے کھو جانے کا خطرہ رہتا ہے ۔ ممکن ہے کہ یا تو چور اسے چرا لے جائیں یا دولت کا مالک اسے آہستہ آہستہ کھا ڈالے ۔ لیکن تعلیم کبھی نہ ختم ہونے والا جھرنا ہے ۔ اگر تعلیم یافتہ

شخص دولت مند نہ ہو۔ تو اسے دکھ نہ ہونا چاہیئے ـــــــ کیونکہ تعلیم خود دولت ہے۔ تعلیم یافتہ شخص جہاں جاتا ہے۔ اس کا وہیں احترام ہوتا ہے۔ اور بلند مقام پر بیٹھتا ہے۔ لیکن بے وقوف کو صرف معمولی مقام ملتا ہے۔ اور وہ مصیبت اٹھاتا ہے حکومت کرنے کے بعد حکم ماننے کے لیے لاچار کیے جانے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ جو ہمیشہ سے لاڈ پیار میں رہا ہے وہ دنیا کا سخت سلوک برداشت نہیں کر سکتا۔"

ایک دفعہ دمشق میں غدر ہو گیا۔ لوگوں نے اپنے گھر چھوڑ دیئے۔ کسی کسان کے عقل مند لڑکے بادشاہ کے وزیر ہو گئے۔ اور وزیر کے بے وقوف لڑکے ایسی بری حالت کو پہنچ گئے کہ گلی گلی میں بھیک مانگنے لگے۔ اگر تمہیں باپ کے نقشِ قدم پر چلنا ہے تو باپ کا علم حاصل کرو۔

میں نے افریقیہ میں ایک مدرسہ کا مدرّس دیکھا اس کی صورت بڑی گھناؤنی اور اس کی زبان بڑی کڑوی تھی۔ وہ انسانیت کا دشمن تھا۔ اور کمینہ و بد مزاج تھا۔ اس کی صورت دیکھنے سے مسلمانوں کی خوشی ہوا ہو جاتی تھی۔ اور اس کے قرآن کی تلاوت کرنے سے لوگوں کا دل پریشان ہو جاتا تھا۔ کچھ خوبصورت لڑکے اور کچھ حسین لڑکیاں اس کے زیر اثر تھیں۔ وہ سب اس کے سامنے ہنسنے بولنے اور بات کرنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ کبھی کسی کے چاندی سے

چمکدار گالوں کو نوچتا۔ اور کبھی کسی کی بلور کی مانند خوبصورت ٹانگوں کو کاٹھ میں بند کر دیتا تھا۔

میں نے سنا ہے کہ جب لوگوں کو اس کا یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے اسے مار پیٹ کر نکال دیا۔ مدرسہ کو ایک اچھے مذہبی و متقی شخص کے سپرد کیا۔ وہ مدرس بہت ہی نرم دل اور خوش مزاج وہ مجبوری امر کے سوائے کسی کو ایک لفظ کبھی نہ کہتے تھے۔ اور ان کی زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکلتی تھی جس سے کسی کو تکلیف ہوتی۔ لڑکوں کے سر سے پہلے مدرس کا خوف نکل گیا۔ نئے مدرس کو فرشتہ صفت سمجھ کر وہ ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے لگے۔ اس کی خوش مزاجی کی وجہ سے انہوں نے پڑھنا لکھنا چھوڑ دیا۔ وہ لوگ زیادہ تر وقت کھیل کود میں لگانے لگے۔ اور اپنا کام ختم کئے بغیر ہی ایک دوسرے کے سر پر تختیاں توڑنے لگتے ــــــ جب مدرس تعلیم دینے میں ڈھیلا رہتا ہے تو لڑکے بازار میں جاکر کبڈی کھیلا کرتے ہیں ۔

دو ہفتہ بعد میں مسجد کے صدر دروازے کے پاس ہو کر نکلا۔ اور دیکھا۔ کہ لوگوں نے اس پرانے مدرس کو رضامند کر کے اسے اس کی پرانی جگہ پر لگا دیا ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ مجھے بڑی فکر ہوئی۔ اور میں نے پروردگار سے گذارش کی ــــــ

" لوگوں نے فرشتوں کے لئے پھر سے شیطان مدرس کیوں مقرر کر دیا۔ ہے ــ؟ " تجربہ کار بوڑھا آدمی میری بات سنکر ہنسا اور کہنے لگا ــــــ

" کیا تم نے یہ بات نہیں سنی ــ ؟ ایک بار شیطان نے اپنے بیٹے کو مدرسے میں بھیجا۔ اور چاندی کی تختی اس کی بغل میں دے دی ــ تختی پر سنہری الفاظ میں یہ لکھا تھا ــــ " باپ کے لاڈ پیار سے استاد کی سختی بہتر ہے "

ایک دن ایک بادشاہ نے اپنے لڑکے کو ایک مدّرس کو سونپا اور کہا۔
"یہ آپ کا بیٹا ہے ـــــ اسے اپنے بیٹے کی طرح تعلیم دیجئے ـــــ"
مدرس نے ایک سال تک اس کے ساتھ محنت کی ۔ لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا ۔ لیکن اس کے خود کے لڑکے تعلیم و قابلیت میں اس سے آگے نکل گئے ـــــ بادشاہ نے اسے ڈانٹ کر کہا۔
"تم نے اپنا وعدہ توڑ دیا اور نمک حرامی کا کام کیا ہے ۔"
مدرس نے جواب دیا ـــــ "اے بادشاہ ـــــ ! میں نے سب کو یکساں تعلیم دی تھی ۔ لیکن سب کا ذہن ایک جیسا نہیں تھا ۔ اگرچہ سونا اور چاندی دونوں پتھروں میں پائے جاتے ہیں ۔ لیکن یہ دونوں دھاتیں ہر پتھر میں نہیں ملتیں ۔"

میں نے سنا ہے کہ ایک تجربہ کار بزرگ شخص اپنے شاگردوں میں سے ایک سے کہہ رہا تھا ـــــ "آدمی اپنے دل کو جتنا دنیاوی چیزوں میں پھنساتا ہے ۔ اگر اتنا خدا میں پھنساوے تو فرشتوں سے بڑھ جائے ۔ جب تم بطن میں تھے ۔ جب تمہارے ہاتھ پاؤں نہیں تھے تو خدا تمہیں نہیں بھولا ۔ اس نے تم میں زندگی ڈالی ـــــ اور تمہیں دیکھنے ، سونگھنے ، محسوس کرنے اور سمجھنے کی قوت بخشی ۔ اس لئے تمہارے ہاتھوں میں دس انگلیاں اور کندھوں پر ایک سر لگایا ـــــ اے بے وقوف کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ تجھے تیری خوراک ، یعنی روز کا کھانا بھی نہ دیگا ـــــ !"

میں نے ایک عرب کو دیکھا جو اپنے بیٹے سے یہ کہہ رہا تھا ——

"اے میرے بچے — ! قیامت کے دن تم سے یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے دنیا میں کیا کیا۔ لیکن یہ کوئی نہ پوچھے گا کہ تم نے کس کے یہاں جنم لیا۔ یعنی وہ لوگ تم سے تمہاری قابلیت کے بارے میں پوچھیں گے۔ لیکن تمہارے باپ بارے میں کچھ نہ پوچھیں گے۔ وہ کپڑا جو کعبہ پہ ڈھکا رہتا ہے اور جسے لوگ چومتے ہیں ریشمی ہونے کی وجہ سے مشہور نہیں ہے بلکہ وہ کچھ دن ایک قابل پرستش و احترام شخصیت کے ساتھ رہا ہے اسی سے وہ اس شخص کی طرح ہو گیا ہے۔"

ایک درویش کی بیوی حاملہ تھی۔ بچہ ہونے کا دن بالکل نزدیک آگیا تھا۔ درویش جس کے اب تک کوئی لڑکا نہ ہوا تھا بولا ——

"اگر مالک دو جہاں ! مجھے بیٹا دیگا تو میں اپنا سب کچھ خیرات کر دونگا۔ صرف مذہبی لباس اپنی پیٹھ پہ رکھوں گا۔" خدا کی مہربانی سے اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہوا اس سے وہ بڑا خوش ہوا اور اس نے اپنے قول کے مطابق اپنے دوستوں کو دعوت دی۔ کچھ سال بعد میں جب میں دمشق کے سفر سے واپس لوٹا تو اس درویش کے گھر کی طرف ہو کر نکلا۔ اور پوچھا کہ درویش کا کیا حال ہے —— ؟ لوگوں نے کہا کہ وہ شہر کے جیل خانے میں قید ہے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی — لوگوں نے کہا —— "اس کے بیٹے نے شراب پی کر جھگڑا فساد کیا۔ اور

ایک آدمی کا خون کر کے شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس وجہ سے لوگوں نے اسے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا دی ہیں۔"

میں نے کہا ——— "خود اس کی دعا سے اس پر آفت ٹوٹی ہے۔ اے سمجھدار ——— باعقل مردوں کا قول ہے کہ عورت کا نا خلف اولاد پیدا کرنے سے سانپ پیدا کرنا زیادہ بہتر ہے۔"

ایک سال مکّہ کو جانے والے زائرین میں جھگڑا ہوا۔ میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا۔ وہ لوگ ایک دوسرے پر الزام لگا رہے تھے۔ آخر میں میں نے ان کا جھگڑا نپٹا دیا۔ میں نے ایک شخص کو گھاس کے بستر پر یہ کہتے سنا ——— "کیسے تعجب کی بات ہے کہ شطرنج کے کھیل میں ہاتھی دانت کے مہرے شطرنج کے میدان کو پار کر کے وزیر بن جاتے ہیں۔ لیکن مکّہ کے پیدل مسافر سارا جنگل پار کر کے پہلے سے بھی بڑے ہو گئے ہیں ——— اس حاجی سے جو دوسرے جانداروں کے چمڑے کو چیر کر ٹکڑے کرتا ہے۔ میری یہ بات کہہ دو۔ کہ تو ایسا سچا مسافر نہیں ہے جیسا کہ اونٹ جو جھکتا۔ کانٹے کھاتا ہے اور وزن اٹھا کر چلتا ہے۔

ایک ہندوستانی دوسروں کو پٹاخے بنانے سکھا رہا تھا۔ ایک سمجھدار آدمی نے اس سے کہا ——— "یہ کھیل تمہارے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ تم سر کی کسے بنے

ہوئے مکان میں رہتے ہو۔ جب تک تمہیں یہ یقین نہ ہو جائے کہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ تب تک نہ بولو ــــ اور جس سوال کا حسب خواہش جواب ملنے کی امید نہ ہو اسے مت پوچھو۔"

ایک شخص آنکھوں کے درد سے پریشان ہو کر حکیم کے پاس گیا اور اس سے آنکھوں میں دوا ڈالنے کو کہا ــــ حکیم نے اس کی آنکھوں میں وہی دوا لگا دی جو چوپایوں کی آنکھوں میں لگایا کرتا تھا۔ آدمی اندھا ہو گیا۔ اس نے حاکم کے پاس نالش کی حاکم نے کہا ــ

"نکل جاؤ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر یہ آدمی گدھا نہ ہوتا تو حکیم کے پاس نہ جاتا ــ"

کسی جیسے آدمی کا ایک قابل اور فرمانبردار لڑکا مر گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس کی قبر پر کیا لکھوانا چاہیئے ــ

باپ نے جواب دیا ــــ "قرآن کی آیات اتنی پاکیزہ ہیں کہ ایسی جگہ پر لکھوائی نہیں جا سکتیں۔ کیونکہ وہاں ہر ایک آدمی کے پاؤں پڑتے ہیں۔ اور کتے اس جگہ کو ناپاک کرتے ہیں۔ اگر کچھ لکھوانا ہی ضروری ہے تو یہ آیت لکھوانی مناسب ہے ــــ! "افسوس! جبکہ باغ میں ہریالی چھائی

ہوئی تھی تو میرا دل کیا خوش تھا۔ دوست ــــ! موسم بہار میں ادھر آنا۔ اس وقت تمہیں میری مٹی پر سبزہ پھیلا ہوا ملے گا۔"

ایک درویش کسی دولت مند کے پاس ہو کر نکلا جو ایک غلام کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے سزا دے رہا تھا۔

درویش نے کہا ــــ "بیٹا ــــ! خدا نے تجھ ایسے ہی انسان کو تیرا غلام بنایا ہے۔ اس کے لئے خدا کا شکریہ ادا کر اور زور ظلم نہ کر۔ یہ بات اچھی نہ ہوگی کہ کل قیامت کے دن غلام تجھ سے اچھا ہو اور تجھے شرمندہ ہونا پڑے۔"

اپنے غلام پر انتہائی غصہ کا اظہار نہ کرو۔ اسے تکلیف نہ دو۔ اس کا دل نہ دکھاؤ۔ تو نے اسے دس دینار میں خریدا ہے۔ لیکن تو نے اسے پیدا نہیں کیا ہے۔ تیرا یہ غرور، گستاخی اور غصہ کہاں تک چلے گا۔ تیرے اوپر تجھ سے بھی بڑا مالک ہے۔ اوساں اور آغوش نامی غلام کے مالک، اپنے بڑے مالک کو مت بھول۔ پیغمبر نے کہا ہے کہ قیامت کے دن بڑی بھاری تکلیف ہوگی جبکہ نیک غلام جنت میں پہنچایا جائے گا۔ اور بدمعاش مالک جہنم میں ڈالا جائیگا۔ اپنے غلام پر جو تمہارے حکم کا غلام ہے بے حد سختی اور خام خیالی مت کرو۔ روزِ حساب تمہارے کردار کا حساب لیا جائے گا۔ اس دن مالک کو ہتھکڑیاں پہنے اور غلام کو چھوڑا ہوا دیکھنے سے شرمندگی آئے گی۔

میں نے ایک دولت مند کے لڑکے کو دیکھا جو اپنے باپ کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا ایک فقیر کے لڑکے کے ساتھ بحث مباحثہ کر رہا تھا۔ وہ کہتا تھا —— "میرے والد کا یادگاری ستون پتھر کا ہے اور اس پر طلائی حروف میں نام کندہ ہے فرش سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اور اس میں فیروزی اور بھورے رنگ کی اینٹیں لگی ہوئی ہیں۔ تمہارے باپ کی قبر کیا ہے۔؟ دو اینٹ جمع کر کے ان پر تھوڑی مٹی ڈال دی گئی ہے۔"

فقیر کے لڑکے نے یہ بات سنکر کہا —— "چپ رہو —— ! تمہارے باپ کے اس بھاری پتھر کے نیچے سے جانے سے پہلے ہی میرا باپ جنت میں پہنچ جائے گا۔" پیغمبر کی ایک کہاوت چلی آئی ہے۔

"غریب کو موت سکون بخش ہے۔ وہ گدھا جس پر ہلکا وزن ہوتا ہے آسانی سے سفر کرتا ہے۔ اس طرح فقیر جو کنگال ہوتا ہے موت کے دروازے میں بآسانی داخل ہو جاتا ہے۔ لیکن جو سکھ چین اور عیش و آرام میں زندگی گزارتا ہے۔ وہ انتہائی تکلیف کے بعد سانس چھوڑتا ہے۔ قید سے چھٹکارہ پایا قیدی اس بھلے آدمی سے زیادہ سکھی ہے جو قید میں ڈالا گیا ہو ——"

کسی نے ایک خدا پرست، مذہبی و متقی سے ایک کہاوت کا مطلب پوچھا —— "منی اور نفس سے بڑھ کر تمہارا دوسرا دشمن کوئی نہیں ہے۔

جو تمہارے اندر ہی رہتا ہے۔"

اس نے جواب دیا ——— "جس دشمن کے ساتھ تم مہربانی کا برتاؤ کروگے۔ وہی تمہارا دوست ہو جائے گا۔ لیکن مستی یا نفس کو جتنا چاہو گے وہ اتنی ہی دشمنی بڑھائے گا۔"

فاقہ کرنے سے انسان فرشتوں کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن جو حیوان کی طرح کھاتا ہے۔ وہ بے جان پتھر کی طرح ہو جاتا ہے۔ جسے تم خوش رکھو گے وہی تمہارے حکم پر چلے گا۔ لیکن "نفس" محبت کرنے سے باغی ہو جائے گا۔

مال زندگی کے آرام کے واسطے ہے۔ لیکن زندگی مال جمع کرنے کے لئے نہیں ہے۔ میں نے ایک سمجھدار شخص سے پوچھا۔ "کون خوش قسمت اور کون بد قسمت ہے ـ ـ ؟"

اس نے جواب دیا ——— "جس نے کھایا اور بویا وہی خوش قسمت ہے۔ لیکن جس نے بویا نہیں اور چھوڑ کر مر گیا وہی بد قسمت ہے۔"

اس شخص کے لئے خدا سے دعا مت مانگو جس نے خدا کی پرستش، یا خلق خدا کی خدمت نہیں کی۔ تمام عمر روپیہ جمع کرنے میں گزاری۔ اور ان کو کام میں کبھی نہ لایا۔

× × × × ×

پیغمبر موسیٰ نے قارون کو اس طرح تلقین کی — کہ تو لوگوں کے
ساتھ اس طرح نیکی کر جس طرح خدا نے تیرے ساتھ نیکی کی ہے۔ قارون نے
اس کی نصیحت پر کان نہ دیا۔ اس کے بعد جو نتیجہ نکلا وہ تم لوگوں نے سنا ہی ہے۔
جس نے دولت سے لوگوں کی خدمت نہ کی، اس نے دولت جمع کرنے کے خیال
میں اپنی وابستہ امیدوں پر بھی پانی پھیر دیا۔ اگر تو دنیاوی دولت سے فائدہ
اٹھانا چاہتا ہے۔ تو خدا نے جس طرح تجھ پر مہربانی کی ہے تو بھی خدا کے بندوں
پر مہربانی کر — عرب کے باشندے کہتے ہیں کہ خیرات کرو۔ لیکن احسان
مت رکھو تمہیں نفع ضرور ملے گا۔ جہاں خدمت اور نیکی کا درخت جڑ پکڑ لیتا
ہے وہیں سے اس کی شاخیں آسمان تک پہنچتی ہیں۔ اگر تم پھل کھانے کی امید
رکھتے ہو — تو مہربانی کے ساتھ درخت لگاؤ اور اس کی جڑ پر
آرا مت چلاؤ۔ خدا کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے تم پر مہربانی کی۔ اور تمہیں اپنی
سخاوت سے محروم نہ رکھا۔ اس بات کی شیخی نہ مارو کہ ہم بادشاہ کے یہاں
نوکری کرتے ہیں۔ لیکن خدا کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے تمہیں بادشاہ
کی خدمت میں مقرر کیا ہے۔

دو اشخاص نے بے کار تکلیف اٹھائی اور بے کار وقت ضائع
کیا — ایک تو وہ جس نے دولت جمع کی۔ لیکن اسے استعمال نہیں کیا۔

دوسرا وہ جس نے عقل سیکھی۔ مگر اس پر عمل نہیں کیا۔ چاہے جتنی تعلیم حاصل کر لو۔ اگر تم اس پر عمل نہیں کرتے تو تم نادان ہو۔ وہ گدھا جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں نہ تو پڑھا لکھا ہے اور نہ عقل مند ہے۔ اس بے وقوف کو کیا خبر کہ اس پہ کتابیں لدی ہیں یا ایندھن۔

تعلیم خدمتِ خلق کے لئے ہے نہ کہ دولت جمع کرنے کے لئے۔ جس نے دولت جمع کرنے کیلئے اپنی ناموری اور تعلیم خرچ کر ڈالی وہ بالکل اس جیسا ہے جس نے کھلیان بنایا اور اس میں آگ لگا دی۔

بادشاہت کی ناموری عقل مندی سے ہوتی ہے۔ عقل مندوں کو شاہی دربار میں ملازمت کرنے کی بہت ضرورت ہے اس سے بادشاہوں کو عقل مندوں کی زیادہ ضرورت ہے۔

اے بادشاہ ــــ! دھیان دیکر میری نصیحت سن ۔ میرے پاس ــــــ اس سے زیادہ قیمتی نصیحت نہیں ہے کہ اپنا کام عقل مندوں کے سپرد کر اگرچہ سرکاری کام کرنا عقل مندوں کا کام نہیں ہے۔

تین چیز ، تین چیزوں کے بغیر قائم نہیں رہتیں۔ دولت بغیر سوداگری کے علم بغیر بحث کے ۔ اور بادشاہت بنا دہشت کے۔

عالم و فاضل، جو خود متقی و پرہیزگار نہیں ہے۔ اندھا شعلچی ہے۔ وہ دوسروں کو راہ دکھاتا ہے۔ لیکن اسے خود کو راہ نہیں ملتی۔ جس نے اپنی عمر بے خبری میں گنوا دی۔ وہ اس کے موافق ہے جس نے روپیہ تو خرچ کر ڈالا مگر کچھ نہ خریدا۔

بد ذاتوں پر رحم کرنا نیکوں پر ظلم کرنا ہے۔ ظالموں کا نفع کرنا ستائے ہوؤں پر ظلم کرنا ہے۔ اگر تم کمینوں کے ساتھ تعلقات رکھوگے اور ان پر مہربانی کروگے تو وہ تمہاری حمایت سے قصور کریں گے۔ اور تم کو ان کے قصور کا حصہ دار بننا پڑیگا۔

بادشاہوں کی دوستی، اور لڑکوں کی میٹھی میٹھی باتوں پر

اعتبار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ بادشاہوں کی دوستی ذرا سے شک پر ٹوٹ جاتی ہے۔ اور لڑکوں کی پیاری پیاری باتیں رات بھر میں بدل جاتی ہیں۔ جس کے ہزار چاہنے والے ہیں۔ اسے اپنا دل مت دو۔ اگر دو تو جدائی کی تکالیف کو برداشت کرنے کو تیار رہو۔

دوست کے سامنے اپنے سارے راز نہ کھول دو۔ کون جانے وہ کب تمہارا دشمن بن جائے۔

اسی طرح دشمن کو بھی ہر طرح کی تکلیفیں مت دو۔ کون جانے وہ کبھی تمہارا دوست ہی ہو جائے۔ وہ راز جسے تم پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو کسی کو بھی مت بتاؤ۔ چاہے وہ قابل اعتبار ہی کیوں نہ ہو —— اپنی پوشیدہ بات جتنی جلدی تم خود چھپا سکتے ہو دوسرا ہرگز نہیں چھپا سکے گا۔ کسی کی پوشیدہ باتوں کو ایک شخص سے کہنا —— اور اسے دوسروں سے کہنے سے منع کرنے سے ایک دم چپ رہنا اچھا ہے۔ اے نیک بخت —— پانی کو دہانے پر ہی روک جب وہ دریا کی شکل میں بہنے لگے تب تو اسے نہ روک سکے گا۔ جو بات سب لوگوں کے سامنے کہنے لائق نہیں اسے پوشیدگی میں بھی کسی سے مت کہو۔

اگر کوئی کمزور دشمن تمہارے ساتھ دوستی کرے اور تمہاری

ہدایت کے مطابق چلے تو تم کو سمجھنا چاہیئے کہ وہ اپنی طاقت بڑھانا چاہتا ہے۔ کیونکہ قول ہے کہ دوستوں کی سچائی پر بھی یقین نہیں کرنا چاہیئے تو دشمنوں کی چاپلوسی سے کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ جو کمزور دشمن کو حقیر سمجھتا ہے۔ وہ بالکل اس کی طرح ہے جو آگ کی چھوٹی سی چنگاری کی پرواہ نہیں کرتا۔ اگر تم میں طاقت ہے تو آگ کو آج ہی بجھا دو۔ کیونکہ جب وہ قابو سے باہر ہو جائے گی تو دنیا کو جلا دے گی۔ جبکہ تجھ میں دشمن کو تیروں سے چھید دینے کی طاقت ہو۔ تو تو اس کو کان کھینچنے کا موقع مت دے۔

۲: دو دشمنوں کے درمیان اگر کچھ بات کہو تو اس طرح کہو کہ اگر وہ آپس میں دوست ہو جائیں تو بھی تمہیں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ دو آدمیوں کی دشمنی آگ کی طرح ہے۔ جو باتیں بناتا ہے وہ آگ میں ایندھن ڈالتا ہے۔ جب دو دشمن آپس میں صلح کر لیتے ہیں۔ تو وہ دونوں ہی چغل خور کو بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ جو شخص دو آدمیوں کے بیچ میں آگ لگاتا ہے وہ خود کو اس میں جلاتا ہے۔ اپنے دوستوں سے اس طرح چپ چاپ باتیں کرو کہ تمہارے خون کے پیاسے دشمن تمہاری بات نہ سن لیں۔ اگر دیوار کے سامنے بھی کچھ بات کہو تو ہوش رکھو کہ دیوار کے پیچھے بھی کان تو نہیں لگ رہے ہوں۔

جو شخص اپنے دوست کے دشمنوں سے دوستی رکھتا ہے وہ اپنے دوست کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔

اے عالم انسان ! تو اسی دوست سے ہاتھ دھولے جو تیرے دشمنوں سے میل جول رکھتا ہے۔

جب تمہیں کسی کام کے شروع کرتے وقت اپنا شک محسوس ہو کہ اس کام کو کس ڈھنگ سے جاری کریں تو تمہیں وہ ڈھنگ اختیار کرنا چاہیئے جس سے تمہیں نقصان نہ پہنچے۔

نرم مزاج انسان سے ترش لہجہ میں باتیں مت کرو اور وہ شخص جو تم سے تعلقات بنائے رکھنا چاہتا ہے اس سے لڑائی جھگڑا مت کرو۔

جب تک روپیہ خرچ کرنے سے کام نکل سکے۔ اس وقت تک جان کو خطرے میں نہ ڈالنا چاہیئے۔ جب ہاتھ سے کسی طرح کام نہ نکلے تو تلوار کھینچنا ہی مناسب ہے۔ !

کمزور دشمن پر رحم مت کرو، کیونکہ اگر وہ طاقت ور ہو جائے گا۔ تو تمہیں ہرگز نہ چھوڑیگا۔ جب تم کسی دشمن کو کمزور دیکھو تو اپنی مونچھوں پر تاؤ مت دو کیونکہ ہر ہڈی میں گودا ہوتا ہے۔ اور جو شخص بدذات کو مار ڈالتا ہے وہ دنیا کو اس کی کمینگی سے بچاتا ہے۔ اور خود کو خدا کے قہر سے چھڑاتا ہے۔ معافی قابل تعریف ہے۔ لیکن بے رحم سنگدل اور ظالم کے زخموں پر مرہم نہ لگاؤ۔ جو سانپ کی جان بخشتا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ آدم کی اولاد کو نقصان پہنچاتا ہے۔

دشمن کی صلاح کے موافق کام مت کرو۔ لیکن اس کی بات ضرور سنو۔ دشمن کی صلاح کے خلاف کام کرنا ہی عقلمندی ہے۔ دشمن جس کام کے کرنے کو کہے وہ کام مت کرو۔ اگر تم اس کی صلاح کے مطابق کام کروگے تو تمہیں رنج کرنا اور پچھتانا پڑیگا۔ اگر دشمن تمہیں تیر کی مانند سیدھی راہ دکھائے تو بھی تم اس راہ کو چھوڑ دو۔ اور دوسری راہ اختیار کرو۔

زیادہ غصہ کرنے سے خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور زیادہ مہربانی سے رعب نہیں رہتا۔ نہ تو اتنی سختی کرو کہ لوگ تم سے نفرت کرنے لگیں۔ اور

نہ اتنی نرمی اختیار کرو کہ لوگ تمہارے سر پر چڑھیں۔ سختی اور نرمی اس جراح سے موافق کام میں لانی چاہیئے جو پہلے تو چیرہ دیتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی مرہم بھی لگاتا ہے۔ عقلمند آدمی نہ تو زیادہ سختی ہی برتتا ہے۔ اور نہ اتنی نرمی ہی کرتا ہے کہ اس کی قدر ہی گھٹ جائے۔

ایک جوان نے اپنے باپ سے کہا ——— "آپ عقلمند ہیں۔ اپنے تجربات سے مجھے کچھ سکھایئے۔"

اس نے جواب دیا ——— "نیکی اور رحمدلی سے کام لے لیکن اتنی نیکی نہ کر کہ لوگ تیری توہین کریں۔"

بادشاہ کو مناسب ہے کہ اپنے دشمنوں پر اس قدر غصہ نہ کرے کہ جس سے دوستوں کے دل میں بھی کھٹکا پیدا ہو جائے غصہ کی آگ پہلے غصہ کرنے والے کے سر پر ہی برستی ہے۔ اس کے بعد دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے اس میں شک ہے خاک سے بنی ہوئی آدم کی اولاد کو غرور، تکبر، تندمزاج اور دروغ گوئی سے بچنا چاہیئے۔ تم میں اتنی ضد اور ہٹ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ تم آگ سے بنے ہو یا خاک سے بلقان میں میں نے ایک فقیر کو دیکھا۔ میں نے اس سے کہا ———
"اپنے تجربے سے میری ناتجربہ کاری کو دور کرو۔"

اس نے جواب دیا ——— "جا خاک کی طرح برداشت کر۔ اور جو تو نے پڑھا ہے اسے خاک میں ملا دے۔!"

انسان کو چاہیئے کہ غصہ کو چھوڑ دے۔ غصہ پہلے غصہ کرنے

والے کو ختم کرتا ہے۔ انسان مٹی سے بنا ہوا ہے۔ اس میں مٹی کی طرح تو برداشت ہونی چاہیئے۔ اور غرور، تکبر، بے رحمی اور سنگدلی کو جگہ نہ دینی چاہیئے۔

دو اشخاص بادشاہت اور مذہب کے دشمن ہیں۔ بے رحم بادشاہ اور وہ فقیر جس کی زندگی بے مقصد ہو۔ خدا کے حکم کو نہ ماننے والا بادشاہ کسی ملک میں نہ آوے۔

بدذات انسان ہمیشہ دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہے۔ وہ چاہے کہیں جائے۔ لیکن اپنی سزا کے چنگلوں سے رہائی نہیں پا سکتا۔ اگر بدذات آدمی آفت سے بچنے کے لئے آسمان پر بھی چلا جائے تو بھی اپنی ذاتی کمینگی کی وجہ سے گرفت سے نہیں بچ سکتا۔

جب دشمن کی فوج میں پھوٹ دیکھو، تو خوب صحت سے کام لو۔ لیکن اگر وہ آپس میں ملے ہوئے ہوں تو خبردار رہو۔ جب تم دشمنوں کے درمیان لڑائی جھگڑا دیکھو تو چین سے دوستوں کے پاس جا بیٹھو۔ لیکن جب تم

انہیں اکٹھا دیکھو تو کمان پر چلا چڑھاؤ اور قلعہ کی دیواروں پر پتھر جمع کرو۔

جب دشمن کی کوئی چال کام نہیں کرتی۔ تو وہ دوستی پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ دوستی کے بہانہ سے وہ ان سب کاموں کو کر سکتا ہے جن کو وہ دشمنی کی حالت میں نہ کر سکا تھا۔

سانپ کے سر کو اپنے دشمن کے ہاتھ سے کچلواؤ ایسا کرنے سے دو فایدوں میں سے ایک تو یقیناً ہوگا۔ اگر دشمن سانپ پر فتح پائے تو گویا تم نے سانپ کو مار لیا۔ اور اگر سانپ تمہارے دشمن پر فتح پا لے تو تم نے اپنے دشمن سے رہائی پائی۔ جنگ کے دن دشمن کو کمزور دیکھ کر بے خوف مت رہو ــــ کیونکہ جو جان پر کھیلے گا۔ وہ شیر کا بھیجا بھی نکال لائے گا۔

جب تمہیں کسی کو ایسی خبر دینی ہو جو اس کا دل جیسے خبر دی جاتی ہے، بگاڑے تو تمہارے لئے مناسب ہے کہ اسے وہ خبر نہ دو ــــ تم خاموشی اختیار کرلو۔ تاکہ اس بری خبر کو وہ کسی دوسرے شخص سے ہی سن لے گا۔ اے بلبل!

موسم بہار کی خوش خبری دے۔ ہُمی خبر اُلّو کے لئے چھوڑ دے۔

کسی کی چوری کی بات بادشاہ سے مت کہو۔ سوائے اس حالت کے جبکہ تمہیں یہ یقین ہو کہ وہ تمہاری بات پسند کریگا۔ وگرنہ تم اپنی ہی تباہی کے سامان پیدا کر دگے۔ جب تمہیں کسی سے کوئی بات کہنی ہو تو پہلے یہ یقین کر دو کہ تمہاری بات کا اثر ہوگا یا نہیں۔ اگر اثر ہونے کی امید دیکھو تو منہ سے بات نکالو۔

جو شخص خود پسند، مغرور آدمی کو نصیحت کرتا ہے۔ وہ خود نصیحت کا محتاج ہے۔

دشمن کے فریب میں مت آؤ۔ اور خوشامدی کی چاپلوسی سے پھول کر کپا نہ ہو جاؤ۔ اس نے باریک جال اور اس نے لالچ کا دامن پھیلایا ہے۔ احمق کو تعریف اچھی لگتی ہے۔ خبردار رہو کہ خوشامدی کی باتیں مت سنو کیونکہ وہ اپنا تھوڑا سا سرمایہ لگا کر تم سے زیادہ منافع کی امید کرتا ہے۔ اگر تم

ایک دن بھی اس کی خواہش پوری نہ کروگے. تو وہ تم میں دو سو عیب اور خامیاں نکالے گا۔

جب تک کوئی شخص کسی بات کرنے والے کی خامی نہیں پکڑتا تب تک اس کی بات درست نہیں ہوتی۔ بے وقوفوں کی تعریف، اور اپنی سمجھداری و عقل مندی پر اعتبار کر کے اپنی بات کی خوبصورتی پر غرور نہ کرو۔

ہر شخص اپنی عقل کو کامل اور اپنے بچے کو خوبصورت سمجھتا ہے ایک یہودی اور ایک مسلمان آپس میں اس ڈھنگ سے جھگڑ رہے تھے کہ مجھے ہنسی آگئی۔ مسلمان نے غصہ میں بھر کر کہا۔
"اگر میرا یہ قول درست نہ ہو تو خدا مجھے یہودی کی موت مارے۔!"
یہودی نے کہا ——— "میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر میری بات تیری طرح جھوٹی ہو تو میں تیری طرح مسلمان ہوں۔"

دس آدمی ایک تھال میں بیٹھ کر کھا لیں گے۔ مگر دو کتے ایک

مردار لاش سے مطمئن نہ ہوں گے۔ اگر لالچی آدمی کے قبضہ میں تمام دنیا بھی ہو تو بھی وہ بھوکا ہی ہے۔ لیکن جسے صبر ہے۔ وہ ایک روٹی میں ہی راضی رہتا ہے۔ تنگ پیٹ بغیر گوشت کے ایک روٹی سے ہی بھر جاتا ہے۔ لیکن تنگ نظر تمام دنیا کی دولت سے مطمئن نہیں ہوتا۔ میرے والد نے مرتے وقت یہ نصیحت دی۔ "شہوت میٹھی آگ ہے۔۔ اس سے بچو۔۔! جہنم کی آگ کو تیز مت کرو کیونکہ تم آگ کو برداشت نہ کر سکو گے۔ صبر اور برداشت کے پانی سے اس آگ کو بجھا دو۔"

جو شخص طاقت اور حکومت رکھتا ہے اور کسی سے بھلائی نہیں کرتا۔ اسے طاقت اور حکومت چھن جانے پر تکلیف اٹھانا پڑے گی۔ ظالم سے بڑھ کر بدقسمت کوئی نہیں ہے کیونکہ تباہی کے وقت کوئی اس کا دوست نہیں ہوتا۔

زندگی ایک سانپ پر قائم ہے۔ اور دنیا دی زندگی۔ خام خیالی میں گرفتار ہے۔ وہ جو دنیا کو دنیا کے لئے فروخت کرتے ہیں گدھے ہیں۔ وہ یوسف کو بیچتے ہیں۔ اور بدلے میں کچھ نہیں پاتے ــــ "اے انسان کے بیٹو ــــ! کیا میں نے تمہارے ساتھ قول نہیں کیا تھا۔ کہ تم شیطان کی پرستش نہ کرو ــــ؟ دشمن کی صلاح سے تم اپنے دوست کا وعدہ توڑتے ہو ــــ دیکھو۔!

کس سے تم جدا ہوئے ہو اور کس سے ملے ہو ۔ ؟"

خدا پرستوں پر شیطان کا زور نہیں چلتا ـــــ اور غریبوں پر
بادشاہ کی طاقت کا کوئی اثر نہیں ہوتا ۔ جو نماز نہیں پڑھتا چاہے اس
کا منہ روزوں کی وجہ سے کھلا ہی رہتا ہو ۔ اس کا بھروسہ مت کرو ۔ جو
عبادت نہیں کرتا اسے تیرے فرض کی بھی فکر نہیں رہ سکتی ۔

میں نے سنا ہے کہ مشرقی ممالک میں چالیس سال میں چینی کا
ایک برتن بناتے ہیں ۔ لیکن بغدار میں ایک دن میں ہی سو برتن بنا لیتے ہیں ۔
اس لئے ان کی قیمت کم ہوتی ہے ۔ مرغی کا بچہ جوں ہی انڈے سے باہر
نکلتا ہے توں ہی اپنی خوراک کی تلاش کرتا ہے ۔ لیکن آدمی کے بچہ میں
عقل اور سمجھ ہوتی ہے ۔ وہ طاقت اور معیار میں سب سے بڑھ جاتا ہے ۔
شیشہ سب جگہ ملتا ہے ۔ اس لئے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے ۔ لیکن سونا
مشکل سے ملتا ہے اس لئے وہ قیمتی ہے ۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز دیر میں تیار ہوتی ہے ۔ وہ
اچھی اور مہنگی ہوتی ہے ۔ لیکن جو چیز جلد تیار ہوتی ہے اور ہر جگہ ملتی ہے
وہ کم قدر یا کم قیمت ہوتی ہے ۔

× × × × × ×

صبر سے کام بن جاتے ہیں ۔ لیکن جلد بازی سے بگڑ جاتے ہیں ۔ میں نے ایک جنگل میں اپنی آنکھوں سے دو آدمی دیکھے ایک جلدی جلدی چلتا تھا۔ اور دوسرا آہستہ آہستہ ـــــ آہستہ آہستہ چلنے والا تیز چلنے والے سے پہلے ہی اپنی منزل پر پہنچ گیا ـــــ تیز گھوڑا میدان دوڑ تا دوڑتا تھک گیا۔ جبکہ اونٹ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔

اگر تم دوسروں پر اپنی عقل مندی کی دھاک جمانے اور تعریف و توصیف سننے کی غرض سے اپنے سے زیادہ قابل شخص سے بحث مباحثہ کروگے تو الٹی تمہاری ہی حماقت ظاہر ہوگی۔ جب کوئی شخص تمہارے مقابلے میں اچھی بات کہے ۔ اور تم خود بھی اس بات کو بخوبی جانو تو اعتراض مت کرو۔

جو بُروں کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ نیکی نہیں دیکھتا۔ اگر کوئی فرشتہ بھی، جن کی صحبت اختیار کرے ، تو وہ خوف، چوری، بد ذاتی ہی سیکھے گا ۔ تم بُروں سے نیکی نہیں سیکھ سکتے ۔ بھیڑیئے جمار کا کام نہیں کرتے۔

---

x x x x x

لوگوں کے پوشیدہ عیب ظاہر مت کرو۔ کیونکہ ان کی بدنامی کرنے سے تمہاری بھی بے اعتباری ہو جائے گی۔

جس نے علم پڑھا اور اس پر عمل نہ کیا وہ اس کسان کی طرح ہے جس نے زمین کو جوتی مگر بیج نہ بویا۔

جو شخص لڑائی جھگڑا کرنے میں تیز ہے، کام کرنے میں درست نہیں ہو سکتا۔ چادر سے ڈھکی ہوئی صورت بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن چادر ہٹاتے ہی حقیقت منظرِ عام پر آجاتی ہے۔

اگر تمام باتیں قدر کے لائق ہوتیں تو قدر کرنے لائق رہتیں بھی بے کار ہو جاتیں۔ اگر ہر ایک پتھر بادشاہ کا لعل ہوتا تو لعل اور پتھروں کی قیمت ایک ایسی ہوتی۔

× × × × ×

ہر ایک خوبصورت شکل والے کا مزاج بھی اچھا ہو یہ مشکل بات ہے۔ کیونکہ بھلائی دل کے اندر ہوتی ہے۔ نہ کہ صورت میں تم آدمی کے طور طریقے دیکھ کر یہ بات جان سکتے ہو کہ اس نے کتنا علم حاصل کیا ہے۔ مطلب یہ کس قدر عالم ہے۔ مگر اس کے دل کی طرف سے بے خطر مت رہو۔ اور اپنی پہچان کا غرور نہ کرو۔ کیونکہ انسان کی کمینگی کا پتہ اس کے کردار سے لگتا ہے۔

جو شخص بڑے لوگوں سے لڑائی کرتا ہے۔ وہ خود اپنا خون بہاتا ہے جو اپنے تئیں بڑا خیال کرتا ہے وہ ایسا ہے جو کنکھیوں سے دیکھتا ہے مگر دگنا دیکھتا ہے۔ اگر مینڈھے کے سر کے ساتھ کھیل کرو گے تو اپنے سر کو جلد ہی ٹوٹا ہوا پاؤ گے۔

شیر کے ساتھ پنجہ لڑانا اور تلوار پر مکا مارنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے زبردست کے ساتھ زور آزمائی مت کرو۔ جب زبردست کا سامنا ہو جائے تو اپنے ہاتھوں کو بغلوں کے نیچے دبا لو۔

× × × × ×

جو کمزور آدمی زبردست کے ساتھ لڑائی یا زور آزمائی کرتا ہے وہ اپنے دشمن کو دوست بنا کر اپنی موت آپ بلاتا ہے۔ جو سلاتے میں پلا ہے۔ وہ جنگ آزماؤں اور بہادروں کے ساتھ میدان جنگ میں کیسے جا سکتا ہے۔ جس کے بازوؤں میں قوت نہیں ہے۔ اگر وہ لوہے کی کلائی والے کا سامنا کرے تو وہ بے وقوف ہے۔

بدخصلت لوگ نیک دل انسانوں کو اس طرح نہیں دیکھ سکتے جس طرح بازاری کتے شکاری کتے کو دیکھ کر بھونکتے اور غراتے ہیں۔ مگر اس کے پاس جانے کی ہمت نہیں کرتے۔

جب کوئی نیچ شخص اوصاف میں کسی دوسرے کی برابری نہیں کر سکتا تو وہ اپنی کمینگی کی وجہ سے اس میں خامیاں نکالنے لگتا ہے۔ نیچ اور کمینہ آدمی قابل آدمی کی برائی اس کی غیر موجودگی میں ہی کرتا ہے۔

اگر پیٹ نہ ہوتا تو چڑیا چڑی مار کے جال میں نہ پھنستی۔ اور چڑی مار
کبھی اپنا جال نہ پھیلاتا ۔۔۔۔۔ پیٹ ہاتھوں کی ہتھکڑی اور پیروں کی بیڑی
ہے۔ جو پیٹ کا غلام ہے وہ خدا کی عبادت نہیں کرتا۔

عقلمند دیر سے کھاتے ہیں۔ خدا پرست آدھے پیٹ کھانا کھاتے
ہیں۔ درویش صرف اتنا ہی کھاتے ہیں جتنے سے ان کی زندگی قائم رہ سکے جوان
جو کچھ تنہائی میں ہوتا ہے سب کچھ کھا جاتا ہے۔ بوڑھے کے جب تک پسینہ نہ
نکلتا تب تک کھاتے ہیں۔ لیکن ولندیزی اس قدر حرص خوری سے کھاتے ہیں
کہ پیٹ میں سانس چلنے کو بھی جگہ نہیں رہتی۔ اور تنہائی میں ایک ٹکڑا بھی کسی
دوسرے کے لئے نہیں رہتا۔ جو شخص پیٹ کا غلام ہوتا ہے اسے دو راتیں
پسند نہیں آتیں۔ ایک رات تو پیٹ کے بوجھ کے مارے اور دوسری رات
بھوک کی فکر سے پیٹ سے زیادہ کھانا کھانا بیماری کو دعوت دینا ہے۔

عورتوں کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے سے تباہی و بربادی ہوتی
ہے۔ جو چیتے پر رحم کرتا ہے وہ بکریوں پر ظلم کرتا ہے۔ اگر تم ظالموں پر رحم
کرتے ہو اور ان کی حمایت لیتے ہو تو تم بھی ان کے کئے ہوئے گناہوں
سے گنہگار ہو۔

عقل مند کو چاہیئے کہ کبھی ایسا کام نہ کرے جس سے بادشاہ غیر مطمئن ہو۔ باغیوں کی امداد کرنا بھی بغاوت کرنے کے مترادف ہے۔ بادشاہ چاہے اپنے ملک کا ہو یا دوسرے ملک کا۔ خدا کا نمائندہ ہے۔ کیونکہ خدا کی مرضی سے ہی وہ اس مرتبہ پر پہنچا ہے۔ پس بادشاہ کے خلاف کام کرنا خدا کی مرضی کے خلاف کام کرنا ہے۔ باغی دین اور دنیا کہیں کے نہیں رہتے۔ اور اپنی عاقبت بگاڑتے ہیں۔ اگر پڑوس میں کوئی ملک و قوم کا دشمن رہتا ہو تو اس پڑوس سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیئے۔ اگر گاؤں میں ہو تو گاؤں چھوڑ دینا چاہیئے۔ ان کو امداد تو کسی حالت میں بھی نہ دینی چاہیئے۔

جو شخص اپنے دشمن کو اپنے قابو میں پاکر بھی مار نہیں ڈالتا۔ وہ خود اپنا دشمن ہے۔ اگر پتھر ہاتھ میں ہو اور سانپ پتھر کے نیچے ہو تو اس وقت پس و پیش کرنا اور دیر کرنا بے وقوفی ہے۔ جیسے کہ تیز دانتوں پر رحم کرنا بھیڑیوں پر ظلم کرنا ہے۔ لیکن دوسرے لوگ اس خیال کے مخالف ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قیدیوں کے مار ڈالنے میں پس و پیش کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ قید میں بھی ان کا مار ڈالنا یا چھوڑنا ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ اگر کوئی بنا سوچے سمجھے مار ڈالا جائے اور پیچھے کوئی ایسی بات نکل آئے جس سے اس کا مار ڈالنا نامناسب ہو۔ تو وہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ مار ڈالنا آسان ہے لیکن زندہ کرنا ناممکن ہے۔ تیر انداز کا صبر کرنا عقلمندی ہے کیونکہ جو تیر کمان سے نکل جائے گا۔ وہ پھر لوٹ کر نہیں آئے گا۔

اگر کوئی عقل مند بے وقوفوں کے ساتھ کسی بات پہ بحث مباحثہ کرے تو اسے اپنی عزت کی امید چھوڑ دینی چاہیئے۔ اگر کوئی بے وقوف کسی عقل مند کو شکست دے دے تو تعجب ذکر نا چاہیئے کیونکہ معمولی پتھر بھی تو موتی توڑ سکتا ہے۔ جس وقت ایک ہی پنجرے میں کوئل کے ساتھ کوا ہو۔ اس وقت اگر کوئل نہ گائے تو تعجب کی کیا بات ہے۔ ؟ اگر کوئی حرامزادہ کسی عقل مند پر ظلم کرے تو عقل مند کو صبر سے کام لینا چاہیئے۔ اگر ایک نکما پتھر بیش قیمت سونے کے پیالے کو توڑ دے تو پتھر بیش قیمت اور سونا کم قیمت نہ ہو جائے گا۔

اگر کوئی عقل مند کمینوں کی صحبت میں رہ کر ان پر اپنا اثر نہ ڈال سکے، تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔ بھینس کی آواز ڈھول کی آواز کو دبا نہیں سکتی۔ لیکن بدبودار لہسن عنبر کی خوشبو کو ختم کر دیتا ہے۔ احمق کو اپنی اونچی آواز پر غرور ہوا کیونکہ اس نے گستاخی سے ایک عقل مند کو گھبرا دیا۔ اگر ایک برتن کیچڑ میں گر پڑے تو بھی وہ ویسا ہی نفیس بنا رہتا ہے۔ اور اگر گرد آسمان پر چڑھ جائے تو بھی اپنی اصلیت کو نہیں چھوڑتی۔ لیاقت بغیر تعلیم کے اور تعلیم بغیر لیاقت کے بے کار ہے۔ شکر کی عزت گنے سے نہیں ہے بلکہ اس کی اپنی خاصیت سے ہے۔ کستوری وہ ہے جو آپ خوشبو دے نہ کہ عطار کے کہے ——— اندھوں کے درمیان حسین دوشیزہ اور فقیروں کے گھر میں قرآن کی جو حالت ہے وہی حالت عقل مندوں کی احمقوں کے بیچ میں ہے۔

× × × × × ×

جس دوست کو تم ایک مدت سے اپنے ہاتھ میں لائے ہو۔ اس سے ایک دم ناراض نہ ہو جاؤ۔ پتھر جو برسوں میں لعل ہوا ہے اسے ایک لمحہ میں پتھر سے نہ توڑ ڈالو۔

عقل مند، ہنر اور قابلیت کا اس طرح مطیع ہے۔ جس طرح ایک سیدھا سادھا آدمی چالاک عورت کے بس میں ہوتا ہے۔ اس خوش حال گھر کے دروازے کو بند کر دو جس گھر میں عورت کی آواز گونجتی ہے۔

عقل بغیر طاقت کے فریب اور دھوکہ ہے۔ اور طاقت بغیر عقل کے حماقت اور پاگل پن ہے۔ سب سے پہلے خیالات، ہنر اور عقل مندی کی ضرورت ہے۔ ان کے پیچھے حکومت کی کیونکہ بے وقوفوں کے ہاتھ میں حکومت اور دولت دینا خود اپنے خلاف ہتھیار دینا ہے۔

وہ فراخ دل جو کھاتا ہے اور خیرات کرتا ہے۔ اس خدا پرست
سے اچھا ہے۔ جو بھوکا رہتا ہے۔ اور جمع کرتا ہے۔ جو آدمی لوگوں کی نظروں
میں بلند بننے کے لئے جنسی خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے ——— وہ جائز
کو چھوڑ کر ناجائز طریقہ سے جنسی خواہشات کو پورا کرتا ہے۔ جو درویش خدا
کی عبادت کے لئے گوشۂ تنہائی اختیار نہیں کرتا۔ وہ خیالات کے دھندلے
شیشے میں کیا دیکھے گا ——— ؟

تھوڑا تھوڑا کر کے بہت ہو جاتا ہے۔ اور بوند بوند سے ندی
بن جاتی ہے۔

عقل مند آدمی کو معمولی آدمی کی گستاخی اور لاپرواہی درگزر
نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس سے دونوں طرف نقصان پہنچتا ہے۔ عقل مند کا رعب
کم ہوتا ہے۔ اور احمق کی حماقت بڑھتی ہے۔ اگر تم نیچ آدمیوں کے ساتھ
مہربانی اور خوشی سے باتیں کرو گے تو اس کا غرور تکبر اور بھی بڑھ جائیگا۔

گناہ کسی کے ذریعہ بھی کیوں نہ کیا جائے قابل نفرت ہے۔ لیکن
عالموں میں اور بھی زیادہ۔ کیونکہ تعلیم شیطان سے جنگ آزمائی کا ایک
ہتھیار ہے۔ اگر کوئی ہتھیار بند آدمی قید میں پڑ جائے تو اسے بہت ہی شرمندہ

ہونا پڑتا ہے۔

بدچلن احمق مولوی سے اچھا ہے۔ کیونکہ احمق نے تو اندھے ہونے کی وجہ سے راہ کھوئی ——— لیکن پنڈت دو آنکھیں ہوتے ہوئے بھی کنوئیں میں گر پڑا۔

وہ شخص جس کی روٹی لوگ اس کے جیتے جی نہیں کھا لیتے اس کے مرنے پر اس کا نام بھی نہیں لیتے۔ جب مصر میں قحط پڑا تو یوسف نے بھرے پرے بھنڈار سے کچھ نہ کھایا۔ کیونکہ کھانے سے اسے بھوکوں کے بھول جانے کا اندیشہ تھا۔ جو آرام و سکون کی حالت میں رہتا ہے وہ کس طرح جان سکتا ہے کہ بھوکا رہنا کیسا ہوتا ہے ——؟ جو آپ تکلیف میں ہے وہی تکلیف زدہ کی حالت پہچان سکتا ہے۔

اے انسان ——— ! تو جو تیز گھوڑے پر چڑھا ہوا ہے اس گدھے کا خیال کر جو کانٹوں سے لدا ہوا کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے۔ اپنے پڑوسی فقیر سے آگ مت مانگ کیونکہ اس کی چمنی سے جو دھواں نکلتا ہے وہ اس کے دل کا دھواں ہے۔

قحط اور خشک سالی کے وقت کسی فقیر سے یہ مت پوچھو کہ کس

طرح گذر ہوتی ہے ۔ اگر پوچھنا ہی ہے تو اس حالت میں پوچھو جبکہ تمہارا ارادہ اسے کھانا دیکر اس کے زخم پر مرہم لگانے کا ہو۔ جب تم کسی ہارے ہوئے گدھے کو کیچڑ میں پھنسا ہوا دیکھو، تو اس پر رحم کرو۔ اور کسی طرح اس کے سر پر ہو کر نہ نکلو ——— تم آگے بڑھو اور یہ نہ پوچھو کیسے گرا ؟ بلکہ کمر باندھو اور مردوں کی طرح اس کی دم پکڑ کر کھینچو ۔

---

(۱) باتیں ناممکن ہیں ——— ایک تو قسمت میں لکھے سے زیادہ کھانا اور دوسرے معین وقت سے پہلے مرنا ۔ ہونی ہمارے ہزاروں بار رونے پیٹنے، یا خوشامد اور شکایتیں کرنے سے ٹل نہیں سکتی ۔ صحرا کے خزانے کے فرشتے کو کیا پروا اگر بیوہ بڑھیا کا چراغ بجھ جائے ۔

اے روزی مانگنے والے ——— ! یقین رکھو تو بیٹھ کر کھائے گا ۔ اور تو جس کو موت کا دعوت نامہ آگیا ہے بھاگ مت کیونکہ بھاگ کر تو اپنی جان بچا نہ سکے گا ۔ بیٹھا رہ یا کام کر، خدا تیری روزی ضرور دے گا ۔ تو شیر یا چیتے کے منہ میں بھی کیوں نہ چلا جائے اگر تیرے مرنے کا دن نہ آیا ہو گا تو وہ بھی تجھے ہرگز نہ کھا سکیں گے ۔

جو تیری قسمت میں نہیں ہے وہ تجھے نہیں ملے گا۔ اور جو تیری قسمت میں ہے وہ تجھے جہاں تو ہوگا وہیں مل جائے گا۔ سنا ہے کہ سکندر بڑی محنت سے اندھیری دنیا میں گیا۔ لیکن وہاں پہنچ جانے پر بھی امرت نہ چکھ سکا۔

مچھیرا بغیر روزی کے دریائے دجلہ میں مچھلی نہیں پکڑ سکتا۔ اور مچھلی بغیر موت کے مر نہیں سکتی۔ لالچی انسان، دولت کمانے کی خواہش میں تمام دنیا میں دوڑتا پھرتا ہے۔ اور موت اس کی ایڑیوں کے پیچھے پیچھے لگی ہی گھومتی ہے۔

حسد کرنے والا آدمی بے قصوروں سے دشمنی رکھتا ہے۔ میں نے ایک احمق کو ایک قابل احترام شخصیت کی توہین کرتے دیکھا۔ میں نے اس سے کہا ——— "حضرت! اگر آپ بد قسمت ہیں تو اس میں خوش قسمت لوگوں کا کیا قصور ——— ؟" جو تم کو دیکھ کر جلے تم اس کا برا مت چاہو کیونکہ وہ ایسا گا خود آفت میں پھنسا ہوا ہے۔ جس کے پیچھے ایسا دشمن (دوسروں کو دیکھ کر کڑھنے والا) لگ رہا ہے۔ اس کے ساتھ دشمنی کرنے کی کیا ضرورت ہے ——— ...؟

× × × × ×

قرآن اس غرض سے شائع کیا گیا تھا کہ لوگ اس سے اچھی اچھی باتیں سیکھیں —— نہ کہ اس مطلب سے لوگ اس کی صرف تلاوت کر لیا کریں۔

وہ گنہگار جو ہاتھ اٹھا کر خدا سے دعا مانگتا ہے۔ اس سادھو سے اچھا ہے — جو مغرور ہے۔ وہ فوجی افسر، جو خوش مزاج، ملنسار اور نیک دل ہے۔ اس قانون جاننے والے سے اچھا ہے جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔

جس آدمی میں جوانمردی نہیں ہے۔ وہ عورت ہے۔ جو فقیر لالچی ہے وہ لٹیرا اور اچکا ہے۔ جس آدمی نے لوگوں کی نظروں میں پاک بننے کے لئے سفید کپڑے پہنے ہیں اس نے اپنا اعمال نامہ کالا کیا ہے۔ ہاتھ کو دنیا کی چیزوں سے روکنا چاہیئے۔ آستینوں کے لمبے یا چھوٹے ہونے سے کیا -!

دو آدمیوں کے دل سے رنج نہیں جاتا —— ایک تو وہ سوداگر جس کا جہاز سمندر میں ڈوب گیا ہے۔ اور دوسرا وہ جس کا وارث اوباش اور عیاش لوگوں کی صحبت میں بیٹھا ہوا ہے۔ اگرچہ بادشاہ کی دی ہوئی خلعت قیمتی ہوتی ہے۔ لیکن اپنے موٹے جھوٹے سیدھے سادے پرانے کپڑے اس سے کہیں

بڑھ کر ہوتے ہیں۔ اگرچہ بڑے آدمیوں کا کھانا لذیذ ہوتا ہے پھر بھی اپنی جھولی کا ٹکڑا اس سے زیادہ مزے دار ہوتا ہے۔

جس دوا پر اعتماد نہ ہو وہ دوا کھانا، اور بغیر دیکھی ہوئی راہ پر بغیر قافلے کے اکیلے چلنا یہ دونوں باتیں عقل مندوں کی رائے کے خلاف ہیں۔

لوگوں نے ایک بڑے سمجھدار عالم سے پوچھا ــــــ "آپ ایسے عالم کس طرح ہوئے ــــ؟"

اس نے کہا ــــ "میں جس بات کو نہ جانتا تھا۔ اس کو دریافت کرنے میں شرم نہ کرتا تھا۔" اگر تم ہوشیار حکیم کو نبض دکھاؤ گے تو آرام ہونے کی امید کر سکو گے۔ ہر چیز کے بارے میں جسے تم نہیں جانتے ہو پوچھو۔ کیونکہ پوچھنے کی تھوڑی سی تکلیف سے تمہیں علم کی روشنی سے راہ مل جائے گی۔

جب تمہیں اس بات کا یقین ہو کہ فلاں بات مجھے مناسب وقت

پر خود معلوم ہو جائے گی ۔ تب تم اس بات کے جاننے کے لئے جلدی مت کرو۔
اگر تھوڑا صبر نہ کرو گے تو تمہاری عزت اور تمہارے رعب میں کمی آجائے گی ۔
جب لقمان نے دیکھا کہ داؤد کے ہاتھوں کو کرامات کی طاقت سے موم
ہو گیا ۔ تو اس نے یہ سمجھ کر مجھے یہ بھید بغیر اپچھے معلوم ہو جائے گا ۔ اس سے
کچھ نہ پوچھا ۔

کامیاب مجلسی زندگی گزارنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ یا تو تم گھر
کے دھندے میں لگ جاؤ ۔ یا تنہائی میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرو ۔ جب کسی
سے کوئی بات کہو ۔ تو پہلے یہ سوچ کہ یہ بات اسے اچھی لگے گی یا نہیں ۔ اگر اس کا دھیان
تمہاری طرف ہو ۔ تو اس کے مزاج کے موافق بات کرو ۔ جو عقلمند مجنوں
کے پاس بیٹھے گا ۔ وہ لیلیٰ کے ذکر کے سوا اور کوئی بات نہ کہے گا ۔

اگر کوئی شخص عبادتِ خدا کے لئے کسی شراب کی دوکان پر جائے
تو لوگ سوائے اس بات کے کہ وہ وہاں شراب پینے گیا تھا اور کچھ نہ کہیں گے ۔
اسی طرح جو انسان کمینوں کی صحبت میں رہتا ہے چاہے وہ کمینگی نہ دکھائے
تب بھی لوگ اس پر کمینوں کی سی چال چلنے کا الزام لگائیں گے ۔ اگر تم نادانوں
کی صحبت کرو گے تو تم پر نادانوں کا کلنک لگے گا ۔ میں نے ایک عقلمند سے کہا

کہ مجھے کچھ نصیحت دو۔

اس نے کہا ـــــــ "اگر تم عقل مند اور سمجھ دار ہو تو احمقوں کی صحبت میں مت رہو۔ کیونکہ ان کی صحبت سے تم گدھے ہو جاؤ گے۔ اور اگر تم بے وقوف ہو تو تمہاری جہالت اور بھی بڑھ جائے گی۔" —

اگر کسی سیدھے اونٹ کی مہار ایک بچے کے ہاتھ میں ہو تو اونٹ اسے دس میل تک بحفاظت لے جائے گا۔ لیکن اگر راستے میں ایک ایسی خندق آ جائے جس میں جان جانے کا خطرہ ہو اور بچہ ناسمجھی کی وجہ سے اونٹ کو اس خندق پر لے جانا چاہے تو اونٹ اس وقت بچے کے ہاتھ سے مہار چھڑا لے گا۔ اور اس کے حکم کے مطابق کبھی نہ چلے گا۔ کیونکہ آفت کے وقت مہربانی کرنا برا ہے۔ کہتے ہیں کہ مہربانی سے دشمن دوست نہیں ہوتا۔ بلکہ دشمنی اور بڑھ جاتی ہے۔ جو شخص تم پر مہربانی کرے اس کے ساتھ نیک بنے رہو۔ اور جو اس کے خلاف کام کرے اس کی آنکھوں میں دھول جھونکو۔ سنگدل اور تند مزاج آدمی کے ساتھ مہربانی اور نرمی سے بات چیت نہ کرو۔ کیونکہ زنگ کھایا ہوا لوہا گھسی ہوئی ریتی سے صاف نہیں ہوتا۔

جو شخص اپنی عقل مندی دکھانے کے لئے دوسروں کے درمیان بولتا ہے۔

وہ اپنی نادانی کا اظہار کرتا ہے۔ ہوشیار آدمی سے جب تک کچھ پوچھا نہ جائے ۔۔۔ تب تک وہ جواب نہیں دیتا بات چاہے جیسی صاف کیوں نہ ہو۔ اس کا دعوے کرنا ٹھیک نہیں۔

جھوٹ کہنا زخم کرنا ہے۔ اگر زخم مندمل بھی ہو جائے تب بھی نشان بنا رہتا ہے۔ یوسف کے بھائی دروغ گوئی میں بدنام ہو گئے تھے جب وہ سچ بولے تو بھی کسی نے ان کا اعتبار نہ کیا۔ جس کو سچ بولنے کی عادت ہے وہ اگر کبھی غلطی سے جھوٹ بھی بولے۔ تو بھی اس کا قصور معاف ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو جھوٹ بولنے کے لئے بدنام ہے اگر سچ بھی بولے تو بھی آپ اسے جھوٹا کہیں گے۔

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ انسان سب جانداروں سے بلند ہے۔ اور کتا سب سے نیچا جانور ہے۔ لیکن عقلمند کہتے ہیں کہ احسان فراموش آدمی سے احسان مند کتا اچھا ہے۔ اگر کتے کو ایک ٹکڑا روٹی کا دے دو۔ اور اس کے بعد تم اس کے پتھر بھی مارو تو بھی وہ روٹی کے ٹکڑے کو نہ بھولے گا۔

اگر تم ایک بچے کی تا زندگی پرورش کرو تو بھی وہ ایک معمولی سی بات پر تم سے لڑنے کو مستعد ہو جائے گا۔

× × × × ×

وہ فقیر جس کا انجام اچھا ہے اس بادشاہ سے اچھا ہے جس کا انجام بُرا ہے۔

آرام سے پہلے تکلیف برداشت کرنا اچھا ہے لیکن آرام کے بعد دکھ برداشت کرنا اچھا نہیں۔

آسمان زمین کو زرخیز بناتا ہے۔ لیکن زمین اسے بدلے میں گرد کے علاوہ کچھ نہیں دیتی۔ گھڑے ہیں جو کچھ ہے گھڑا اس کو ٹپکا دیتا ہے اگر تمہاری نظر میں میرا مزاج اچھا نہ جچے تو تم اپنے مزاج کی اچھائی کو نہ چھوڑو۔ خدا محفوظ رکھے اگر آدمی، آدمی کے خفیہ بازوں کو جانتا تو کوئی کسی کی دست اندازی سے نہ بچتا۔

سونا کان سے کھود کر نکالا جاتا ہے۔ لیکن کنجوس سے اس کی جان کھوالنے سے۔ کمینہ لوگ خرچ نہیں کرتے بلکہ خبرداری سے جمع کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ خرچ کر دینے سے خرچ کرنے کی امید اچھی ہے کمینہ کو تم ایک

ان دشمنوں کے لئے روپیہ چھوڑ کر مرتے ہوئے دیکھو گے۔

جو کمزوروں پر رحم نہیں کرتا۔ اسے طاقتوروں کے ظلم برداشت
کرنا پڑیں گے۔ ایسا ہمیشہ ہی نہیں ہوتا، کہ طاقتور بازو کمزور بازوؤں کو
شکست ہی دیتا ہے۔ کمزور کا دل نہ دکھاؤ ورنہ کوئی تم سے زیادہ
طاقتور تم کو یقیناً نیچا دکھائے گا۔

ایک فقیر عبادتِ خدا کے وقت کہا کرتا تھا کہ یا خدا بُرو
پہ رحم کر، کیونکہ نیکوں پر رحم کرنے کے تم نے انہیں نیک بنایا۔

عقلمند جھگڑا دیکھ کر دُور ہٹ جاتا ہے اور جب امن
سکون دیکھتا ہے تو سامنے رہتا ہے کیونکہ جھگڑے کے وقت دُور رہنے میں آرام
ہے اور امن وسکون کے وقت درمیان میں رہنے میں فائدہ ہے۔

بادشاہ ظالموں کو دور کرنے کے لئے، کوتوال خون کرنے والوں کی خبرداری کے واسطے اور قاضی چوری کے مقدمے سننے کے لئے ہے۔ ایماندار آدمی اپنی نالش کے لئے قاضی کے پاس نہیں جاتے۔ جو تمہیں حق معلوم ہو تو اسے دے دو — جھگڑے تکرار کے بعد رہنے سے رضامندی سے رہنا بہتر ہے۔ اگر کوئی انسان رضامندی سے سرکاری ٹیکس نہیں دیتا تو حاکم کے نوکر جبر سے لے لیں گے۔

بوڑھی رنڈی، دوبارہ گناہ نہ کرنے کے وعدے کے علاوہ اور کیا کر سکتی ہے۔ برطرف لوگوں پر کوتوال دوبارہ ظلم و ستم نہ کرنے کا اقرار کرنے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہے۔
وہ شخص جو جوانی میں گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر خدا سے لو لگاتا ہے خدا کی راہ میں شیر مرد ہے۔ کیونکہ ضعیف انسان تو اپنے کونے سے سرک بھی نہیں سکتا۔

دو آدمی مرتے وقت اپنے ساتھ رنج و افسوس لے گئے۔
ایک وہ جس نے جمع کیا لیکن استعمال نہیں کیا۔ دوسرا وہ جس نے علم حاصل کیا لیکن اسے کام میں نہ لایا۔ کسی نے ایسا بخیل عالم نہیں دیکھا جس کی

خامیاں تلاش کرنے کی لوگوں سے کوشش نہ کی ہو۔ لیکن اگر ایک دانا انسان
میں دو سو عیب بھی ہوں تو بھی اس کی دانائی ان کو چھپا دیتی ہے۔

جو پڑھے لکھے انسان احمقوں ایسے کام کرتے ہیں۔ وہ پڑھے لکھے
احمق ہیں۔ کسی جانور پر اگر کچھ کتابیں لاد دی جائیں تو کیا وہ ان سے عالم
فاضل بن سکتا ہے۔ ہرگز نہیں — !

جس نے اپنے علم کو، مذہب کو، وقار کو کسی دنیادی فائدے
کے لئے فروخت کر ڈالا اس نے مانو گندم کے ڈھیر میں خود ہی آگ لگا دی۔

جناب — ! میری بات کو قدرے توجہ کے ساتھ سنئے۔
ایسی بات کہنے والا آپ کے یہاں دوسرا نہیں۔ اپنے سب کام عقل مندوں
کے سپرد کر دیجیئے۔ حالانکہ عقل مند ایسے کام کرنا ہرگز پسند نہیں کرتے۔

جس کے ہزار دوست ہیں اس سے دوستی مت کرو۔ اسے اپنا دل مت دو۔ اگر دیتے ہو تو فراق کی تکلیفیں برداشت کرنے کے لئے تیار رہو۔

جس بات کو تم سب کے سامنے کہنے سے ہچکچاتے ہو، اس کو کسی سے تنہائی میں بھی مت کہو۔

تم اپنے دوستوں سے بھی اس طرح چپ چاپ بات کرو کہ تمہارے خون کے پیاسے دشمن تمہاری بات نہ سن سکیں۔ دیوار سے بات کہتے وقت بھی تمہیں یہ دھیان رکھنا چاہیئے کہ کہیں دیوار کے پیچھے کان نہ لگ رہے ہوں۔

ایک چور کسی خدا پرست کے گھر میں داخل ہوا۔ لیکن بہت تلاش کرنے پر بھی جب اسے کچھ نہ ملا تو وہ بہت رنجیدہ ہوا۔ اس بھلے آدمی نے اس کی یہ حالت دیکھ کر اپنے بستر سے کمبل نکال کر اس راستے پر جس پر وہ جانا چاہتا تھا پھینک دیا کہ جس سے وہ نا امید نہ ہو جائے۔ ہم نے سنا ہے کہ جو اصل خدا

پرست ہوتا ہے وہ اپنے دشمن کا بھی دل نہیں دکھاتا۔ تو جو ہمیشہ اپنے دوستوں سے جھگڑا تکرار کیا کرتا ہے۔ اس مرتبہ پر کیسے پہنچ سکتا ہے۔ خدا پرست منہ کے سامنے اور پیٹھ کے پیچھے ایک ایسی محبت جتلاتے ہیں۔ وہ لوگ ایسے نہیں ہوتے کہ جو تمہاری پیٹھ کے پیچھے تمہاری برائی کرتے ہیں۔ لیکن منہ کے سامنے تمہارے لئے مرنے کو تیار رہتے ہیں۔ تمہارے سامنے بکری کے بچے کی طرح مسکین بنے رہتے ہیں۔ اور تمہارے پیچھے آدم خور بھیڑیئے کی طرح ہو جاتے ہیں۔ جو کوئی تم سے تمہارے پڑوسی کی خامیاں بیان کرتا ہے وہ تمہاری خامیاں بھی یقیناً دوسروں سے ظاہر کریگا۔

کسی بادشاہ نے ایک فقیر کو دعوت کے موقعہ پہ مدعو کیا فقیر آکر پنڈال میں بیٹھا۔ اور اس کو جتنا کم کھانے کی عادت تھی اس سے بھی زیادہ کم کھانے لگا۔ اور جب خدا سے دعا مانگنے کو کھڑا ہوا تو روز سے اور زیادہ دیر تک ٹھہرا کہ جس سے لوگ اس کی خدا پرستی کی تعریف کریں۔

اے عرب ——— ! میں سمجھتا ہوں کہ تو کعبہ تک نہ پہنچے گا۔ کیونکہ جو راستہ تو نے اختیار کیا ہے وہ ترکستان کا ہے۔ جب وہ گھر پہنچا تو اس سے ہدایت کی کہ کھانا لگاؤ میں کھانا کھاؤں گا۔ اس کا بڑا بیٹا سمجھدار تھا۔ اس نے کہا ———

" والد بزرگوار ——— ! آپ بادشاہ کے یہاں دعوت میں گئے تھے۔ کیا وہاں آپ نے کچھ نہیں کھایا ——— ؟" اس نے جواب دیا ——— "کسی مقصد سے میں نے اس کی موجودگی میں کچھ نہیں کھایا۔"

بیٹے نے کہا ——— " بار ہا خدا کی عبادت کیجئے۔ کیونکہ آپ نے ایسا کوئی کام

نہیں کیا جس سے آپ کا مقصد حل ہو گا۔"
تو اپنے اوصاف کو ہتھیلی پر رکھتا ہے اور اپنے عیبوں کو بغل میں
چھپاتا ہے۔
اے مغرور ۔۔۔! تو برے وقتوں میں اپنے کردار؛ اوصاف سے
کیا خریدنے کی توقع رکھتا ہے ۔ ؟

مجھے یاد ہے کہ میں بچپن میں بڑا خدا پرست تھا۔ ان دنوں میں
رات ہی میں اٹھتا تھا۔ اور اپنی عبادت اور روزے بھی ٹھیک وقت پر ادا
کیا کرتا تھا۔ ایک رات میں مقدس قرآن کو سینے سے لگائے ساری رات والد
صاحب کے سامنے بیٹھا رہا۔ میں نے رات بھر ذرا آنکھ بھی نہ جھپکائی ۔۔۔۔
لیکن آس پاس کے سب لوگ سو گئے تھے۔ میں نے اپنے والد سے کہا ۔۔۔۔
"یہ لوگ مردے کی طرح ایسے سو گئے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی
شخص عبادت کے لئے نہیں اٹھا ۔" انہوں نے جواب دیا ۔۔۔۔
" بیٹا ۔۔۔! اس طرح لوگوں کے قصور ڈھونڈ کر نکالنے سے
تو اچھا تھا کہ تم بھی سو جاتے ۔۔۔" مغرور کی آنکھوں پر غرور کا پردہ پڑا رہتا
ہے۔ اسی لئے اپنے سوا دوسرے کو کچھ نہیں سمجھتا۔ اگر ان کی آنکھوں میں
خدا کو دیکھنے کی طاقت ہوتی۔ تو وہ کسی کو اپنے مقابلہ میں کمزور نہ دیکھتے ۔

× × × × ×

ایک مجلس میں، مجلس کا ہر شخص ایک خدا پرست کی تعریف
کر رہا تھا۔ اس خدا پرست نے سر اٹھا کر کہا ـــــــ
"مجھ میں کیا اوصاف اور کیا عیب ہیں یہ میں ہی جانتا ہوں
تم لوگ مجھے صرف ادھر سے دیکھ کر میرے اچھے کاموں کی تعریف کرتے ہو۔
لیکن میرے اندر کیا ہے تمہیں نہیں معلوم۔
"لوگ میری باہری صورت دیکھ کر مجھے نیک سمجھتے ہیں لیکن
اپنے باطن کی نیچتا کو دیکھ کر میں شرم سے گردن جھکا لیتا ہوں۔ انسان مور
کی اس کے خوبصورت پروں کی وجہ سے تعریف کرتے ہیں لیکن وہ اپنے
پیروں کی وجہ سے شرمندہ رہتا ہے۔"

ایک رات مکّہ کے ویران جنگل میں۔ نیند کے مارے چلنے پھرنے
تک کی طاقت نہ رہنے کی وجہ سے میں زمین پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ اور میں نے
اونٹ ہانکنے والے سے کہا کہ مجھے چھوڑنا مت۔ جب اونٹ مارے تھکاوٹ
کے وزن نہیں اٹھاتا۔ تو بچارے انسان کے پاؤں کہاں تک آگے چلیں گے
جب موٹے تازے انسان کا جسم کمزور ہو رہا ہے تو ممکن ہے کہ وہ تھکاوٹ
سے مر جائے۔ اس نے جواب دیا ـــــــ "بھائی آگے مکہ ہے اور پیچھے
چور ہیں۔ آگے بڑھ چلو تو بچ جاؤ گے اور یہیں سو گئے۔ تو مر جاؤ گے۔

جنگل میں، درخت کے نیچے تنہا ہونا بہت ہی سکون بخش ہے۔ لیکن یہ سوچ لو وہ سونا، سونا نہیں بلکہ جان کا کھونا ہے۔

سمندر کے کنارے میں نے ایک خدا پرست انسان کو دیکھا، اس کے جسم پر چیتے کے پنجے کا زخم تھا۔ جو کسی دوا سے مندمل نہ ہو سکا تھا اسی تکلیف دہ حالت میں وہ بہت دنوں تک رہا۔ لیکن ہمیشہ خدا کا شکر ادا کرتا رہتا۔ کسی نے پوچھا کہ تم کس لئے شکر ادا کرتے ہو۔ اس نے کہا ——— "میں اس کے لئے شکر ادا کرتا ہوں کہ میں مصیبت میں گرفتار ہوں۔ نہ کہ پاپ میں۔ اگر وہ رفیق صادق (خدا) میرے مار ڈالنے کا بھی حکم دے تو میں اپنی جان جانے سے اتنا بھی خوف زدہ نہ ہوں گا ——— لیکن اس سے پوچھوں گا کہ میرے مالک اس غلام نے کیا قصور کیا ہے کہ جس سے آپ خفا ہو گئے ہیں یہی خیال میرے رنج کا سبب ہے۔

کسی بادشاہ نے ایک درویش سے پوچھا ——— "کیا تم کبھی میرا بھی خیال کرتے ہو۔؟"

اس نے جواب دیا ——— ہاں ——— !اس وقت جب میں خدا کو بھول جاتا ہوں ——— "جسے خدا اپنے دروازے سے بھگا دیتا ہے۔

وہ جگہ جگہ مارا مارا پھرتا ہے۔ لیکن جسے اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ اسے کسی کے دروازے پر جانا نہیں پڑتا۔

کسی درویش نے ایک بادشاہ کو جنت میں اور ایک خدا پرست کو جہنم میں دیکھا۔
اس نے پوچھا ——— "اس کی کیا وجہ ہے کہ بادشاہ تو بلند مقام حاصل کر گیا اور خدا پرست نیچے گرا۔ کیونکہ اکثر اس سے الٹی بات ہی دیکھی جاتی ہے۔"
لوگوں نے جواب دیا ——— "بادشاہ خدا پرستوں سے محبت کرتا تھا۔ اس لیے اسے جنت ملی اور خدا پرست بادشاہوں کی صحبت میں رہتا تھا اس لیے جہنم میں ڈال دیا گیا۔" موٹے جھوٹے اور بھیگی دار کرتے اور دوسرے کپڑوں سے کیا فائدہ ——— ؟" برے کاموں سے بچو۔ تو پھر پتوں کی ٹوپی سے کیا فائدہ ——— ؟ عابدوں کے سے اوصاف رکھو تو چاہے تاتاری ٹوپی پہن لو کوئی نقصان نہیں۔

کسی بادشاہ نے ایک فقیر کو بلایا۔ فقیر نے دل میں سوچا کہ اگر میں کوئی ایسی دوا کھاؤں۔ جس سے کمزور ہو جاؤں تو بادشاہ میری تعریف کرے گا۔

کہتے ہیں کہ اس نے زہر ہلاہل کھا لیا اور مر گیا۔

وہ شخص جو مجھے پتہ کی طرح پھولا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اس پھیپھڑے کی تہہ پر تہہ تھی۔ وہ فقیر جو دنیا کی طرف دیکھتا ہے۔ بکہ کی طرف پشت کر کے عبادت کرتا ہے۔ جو خود کو خدا کا خادم کہتا ہے۔ اسے مناسب ہے کہ وہ خدا کے سوا اور کسی کو نہ جانے۔

کسی نے لقمان حکیم سے پوچھا۔ "آپ نے ادب تمیز کس سے سیکھی۔؟" اس نے جواب دیا —— "بے ادبوں سے۔ کیونکہ میں نے ان لوگوں میں جو کچھ بری بات دیکھی اس سے پرہیز کیا" عقل مند آدمی لوگوں کے کھیل سے بھی سبق حاصل کرتا ہے۔ لیکن احمق حکمت کے سو باب سن کر بھی احمق ہی رہتا ہے۔ اور حماقت ہی سیکھتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک فقیر ایک رات میں دس سیر کھانا کھاتا تھا۔ اور صبح ہونے سے پیشتر ہی تمام قرآن کی تلاوت کر ڈالتا۔ ایک خدا پرست نے یہ بات دیکھ کر کہا —— اگر انسان آدھی روٹی کھاتا اور سو رہتا تو اچھا ہوتا۔ اگر انسان پیٹ کو کھانے سے خالی رکھے تو اسے خدائی چمتکار کی روشنی نظر آنے لگے۔ جو ناک تک کھانے سے بھرے رہتے ہیں۔ وہ عقل سے خالی ہیں۔

× × × × ×

میں نے ایک قابل احترام شیخ کو روک کر کہا ——— کہ فلاں شخص مجھ کو بد اخلاقی کا جھوٹا الزام لگاتا ہے۔

اس نے جواب دیا ——— "تم اسے اپنی نیکی سے شرمندہ کرو۔ اگر تم اپنی چال چلن اچھا رکھو گے تو کوئی برائی چاہنے والا تم پر الزام نہ لگا سکے گا۔ اگر بین کی آواز درست ہو تو اسے سازندے کی سدھار کی ضرورت نہیں۔"

لوگوں نے دمشق کے شیخ سے پوچھا ——— کہ صوفیوں کی جماعت کا کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا ——— "ایسا ہے پہلے دنیا میں ان کی ایک جماعت تھی۔ وہ وقت بظاہر تو دکھی اس لیکن اندر سے مطمئن تھی۔ لیکن اب وہ ایک قوم سے جو بظاہر مطمئن نظر آتی ہے لیکن اندر سے غیر مطمئن ہے۔"

کسی شخص کا ایک دوست دیوان کے عہدے پر مقرر تھا۔ ایک

مدت سے وہ اپنے دیوان دوست سے نہ ملا تھا۔

کسی نے کہا ــــــ "فلاں شخص سے ملے تمہیں بہت دن ہو گئے"

اس نے جواب دیا ــــــ "میں اس سے ملاقات کرنا ہی نہیں چاہتا۔" اسی جگہ پر دیوان کا ایک آدمی بھی موجود تھا۔

اس نے کہا ــــــ "آپ کے دوست سے ایسا کیا قصور ہوا جو آپ اس سے ملنا بھی نہیں چاہتے ۔ ؟"

اس نے جواب دیا ــــــ "کوئی قصور نہیں ا۔ لیکن دیوان سے ملاقات کرنے کا وقت تب آتے جب وہ اپنی نوکری سے الگ کر دیا جائے۔ لوگ جب حکومت اور بڑے عہدے پر ہوتے ہیں تو اپنے دوستوں سے پرہیز کرتے ہیں ۔ لیکن جب وہ عہدے سے الگ ہو جاتے ہیں اور مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو وہ اپنے دل کے دکھ دوستوں سے کہتے ہیں ۔"

کسی شاگرد نے اپنے استاد سے کہا۔ "بے ہودہ ملاقاتیوں سے مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے ۔ وہ لوگ قیمتی وقت کو بلا وجہ ضائع کرتے ہیں۔ آپ ان سے چھٹکارہ پانے کی ترکیب بتلایئے ۔"

استاد نے کہا ــــــ "اگر تمہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی ملنے کی ضرورت نہ ہو تو جو غریب ہیں انہیں روپیہ دو۔ اور جو دولت مند ہیں ان سے روپیہ مانگو۔ اگر مسلح فوج کا سپہ سالار بھکاری ہوتا تو کافر اس کے کچھ مانگنے کے ڈر سے چھین کر بھاگ جاتے ۔

× × × × × ×

ایک آدمی بے خبر سڑک پر سو رہا تھا۔ اسی راہ سے ایک درویش
نکلا۔ جو اس شرابی کی حالت دیکھ کر ناک بھوں چڑھانے لگا۔ اس جوان
نے اپنا سر اٹھا کر کہا ——— "جب تمہیں کوئی غافل شخص ملے تو اس پر
رحم کرو۔ اور جب تمہیں کوئی گنہگار مل جائے تو اس کے گناہوں کو چھپاؤ۔
اور اس پر رحم کرو۔ تو جو میری نادانی دیکھ کر مجھ سے نفرت کرتا ہے۔ اچھا
ہوتا اگر تو مجھ پر رحم کرتا ———
"اے درویش ——— ! گنہگار کو دیکھ کر منہ نہ پھیر بلکہ اس
پر رحم کر۔ اگر میرا اخلاق نہیں تو پرواہ نہ کر۔ لیکن تو خود میرے ساتھ
تہذیب سے پیش آ۔"

———

ختم شد

پنجابی پستک بھنڈار کے مطبوعہ ناول

اس پار (مضطر ہاشمی) ۵/۲۵
بے بس (جگدیش بھارتی) ۳/۷۵
دولت کے کھیل (خان محبوب طرزی) ۲/۵۰
اندھیرے چراغ (گلشن نندہ) ۴/۵۰
کالی گھٹا 〃 ۳/-
سانجھ کی بیلا 〃 ۳/۷۵
تنہائی 〃 ۵/-
ساحل اور طوفان 〃 ۶/-
ڈوبتی نظریں (کرپا شنکر بھاردواج) ۵/-
بلندیاں (عارف مارہروی) ۳/۵۰
ٹارزن (انور کمال حسینی) ۲/۵۰
ٹارزن کی شادی 〃 ۲/۲۵
〃 کا بیٹا 〃 ۲/۵۰
〃 کی گرفتاری 〃 ۲/۵۰
〃 کا انتقام 〃 ۱/۷۵
〃 کی فراری 〃 ۲/۵۰

خوف کا سایہ (انور کمال حسینی) ۲/-
شیشے کی آنکھ (اکرم الہ آبادی) ۲/۵۰
ادھ کھلا پھول (سومناتھ اکیلا) ۲/-
میں یہی نہیں ہوں (گوبند سنگھ) ۱/۷۵
گھر آئے بدرا کارے 〃 ۱/۷۵
ایک سوال (امرتا پریتم) ۲/۵۰
کشمیری شال (جی آر سیٹھی) ۱/۷۵
قاتل کون (اے آر سید) ۱/۷۵
سر کٹے فوجی (عزیز بدایونی) ۳/-
پراسرار چور (اے آر سید) ۱/۷۵
نقلی جاسوس 〃 ۲/۰۰
سہانی ہوگی رات (ایم عالم) ۱/۵۰
چار بدمعاش (جی آر سیٹھی) ۲/۵۰
خون (شہزادہ تبسم) ۴/۰۰
جاسوس لڑکیاں (مغفور سیفیا پوری) ۱/۷۵
کانچ کے پتلے (کرپا شنکر بھاردواج) ۵/-

جنگلی ٹارزن (انور کمال حسینی) ۳/-

ملنے کا پتہ

پنجابی پستک بھنڈار دریبہ کلاں دہلی ۶